اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

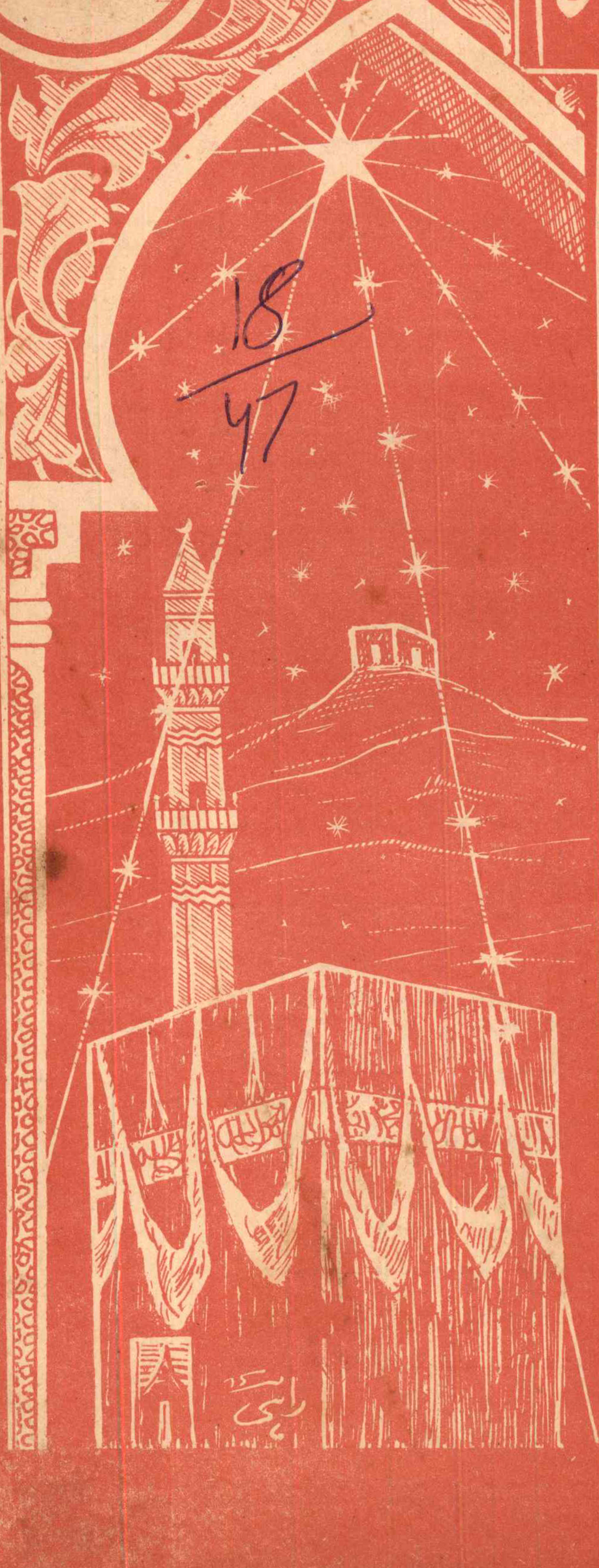

18/67

15/42 2 09 12/75

75 ۱۸۹

امیر مرکزیہ

ارشاد فرماتے ہیں:

جمیعتہ علماء اسلام کے تمام کارکن عامۃ المسلمین کو زیادہ سے زیادہ اس بات پر رضامند کریں کہ شرعی عدالتوں کے مکمل طور پر روبعمل آنے کے بعد وہ اپنے اختلافات و نزاعات کے فیصلے شرعی عدالتوں کے ججوں سے کرائیں فیصلے قرآن و سنت کی روشنی میں ہونگے۔

مُروّت نہیں رہی

گلشن میں تازگی و خضارت نہیں رہی
پھولوں میں نازکی و لطافت نہیں رہی!
جس پر کبھی مدار تھا انسانیت کا دوست!
قول و عمل میں اب وہ صداقت نہیں رہی
جس کا رہا ہے، شُہرہ و چرچا نگر نگر!
اِس "دورِ عقل" میں وہ بصیرت نہیں رہی
تاراج کر دیئے تھے محل جس نے ظُلم کے
اسلامیوں میں اب وہ شجاعت نہیں رہی!
کردار کی تو بات ہی کرنا فضُول ہے!
گفتار میں بھی اب تو حلاوت نہیں رہی
ہر سمت نفرتوں کی فصیلیں ہیں اُستوار
باہم دگر مُحبّت و اُلفت نہیں رہی
ارضِ وطن پہ آمرِ مُطلق ہے حُکمراں
جمہُوریّت کی اب تو سیاست نہیں رہی
چھایا ہُوا ہے بادہ گساروں کا طائفہ
ان کے قریں کبھی بھی شرافت نہیں رہی
ہر شخص خودسری کے مرض میں ہے مُبتلا
اسلافؒ سے عقیدت و اُلفت نہیں رہی
غیروں کی بات چھوڑیئے، غیروں سے کیا غرض؟
اپنے ہی دوستوں میں مُروّت نہیں رہی

اب زندگی ہے نام دغا و فریب کا
اکرامؔ! اب تو جینے میں لذّت نہیں رہی!

اکرام القادری

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۴۷
جمعۃ المبارک ۳۰ ذیقعدہ ھ ۵ دسمبر ۱۹۷۵ء

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★★

بدل اشتراک
سالانہ —— ۳۸ روپے
ششماہی —— ۱۹ روپے
سہ ماہی —— ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ :
۷۵ پیسے

اداریہ ---------------------- اکرام القادری

وزیر اعظم کی دھمکیاں

مسٹر بھٹو نے اپنے دورۂ ملتان کے دوران پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب صادق حسین قریشی کے مکان کی چار دیواری میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے نہایت ہی "شستہ و رفتہ زبان" میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ :

> "اگر اپوزیشن نے موجودہ منتخب حکومت کے خلاف کوئی تحریک شروع کی یا ملک کی سالمیت، یک جہتی اور استحکام کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو اس سے پوری قوت کے ساتھ نمٹا جائے گا اور ایسی ہر تحریک کو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر کچل دیا جائے گا۔"

بھٹو صاحب نے کہا :

> "ملک کے وجود اور بقا و سالمیت کو اقلیت کے جنون کی بھینٹ نہیں چڑھنے دیا جائیگا۔"

وزیر اعظم بھٹو نے ایک گھنٹہ کی اس تقریر میں صرف اور صرف اپوزیشن ہی کو موضوعِ بحث بنائے رکھا۔ بھٹو صاحب کے ترکش میں جتنے تیر تھے وہ انہوں نے ایف۔ ایس۔ ایف، پولیس اور عوامی ٹکڑخوروں کے جلو میں اپوزیشن پر صرف کر دیئے۔

وزیر اعظم بھٹو کی اس الّم غلّم اور اول فول تقریر سے ان کی ذہنی کیفیت کھل کر سامنے آگئی ہے۔ آنمحترم کی کیفیت ان دنوں بالکل اس چراغِ آخرِ شب کی ہے جو طلوعِ صبح سے قبل ہی بجھا چاہتا ہو۔ انہوں نے صادق حسین قریشی کے "وہائٹ ہاؤس" میں وہ سب کچھ کہہ دیا جس کا انہیں کہنے کے بعد پتہ چلا کہ کیا کہا ہے؟ مہذب ملک کے وزیر اعظم کو اپنے سیاسی حریفوں کے خلاف جس قسم کی زبان استعمال کرنا چاہیے، بھٹو صاحب نہ صرف اس سے تہی ہیں، بلکہ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ وہ اس زبان کو پسند ہی نہیں کرتے۔

اپوزیشن کی تحریک کو ملکی سالمیت، یک جہتی اور استحکام کے خلاف قرار دینا عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ اپوزیشن کی حب الوطنی شک و شبہہ سے بالا ہے۔ اس سے قبل بھی اپوزیشن نے جتنی تحریکیں چلائیں یا حزبِ اقتدار سے اسمبلی کے اندر و باہر جتنی لڑائیاں لڑیں وہ سب ملکی سالمیت، یک جہتی اور استحکام کے لیے تھیں۔ بھٹو صاحب اب "ملکی سالمیت" کی آڑ لے کر زیادہ دیر اپنے اقتدار کی گرتی ہوئی دیوار کو نہیں بچا سکتے۔

آج بھی اگر وہ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ من وعن عوام میں شائع کر دیں تو ان کی ملکی سالمیت اور حب الوطنی کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹتا نظر آئے گا۔ عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ محبِ وطن کون ہے اور غدارِ وطن کون؟ عوام کے کانوں میں آج بھی "اُدھر ہم اُدھر تم" کے الفاظ گونج رہے ہیں۔ عوام نہیں بھولے کہ ملک دولخت ہو جانے کے بعد رات کی تاریکی میں شیخ مجیب الرحمٰن کو محب وطن قرار کس نے دیا تھا؟ ملک ایک تھا تو مجیب الرحمٰن غدار تھا اور ملک دو ٹکڑے ہو کر بھٹو صاحب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنے تو مجیب الرحمٰن محب وطن ہو گیا۔

عوام سے یہ حقیقت بھی اوجھل نہیں کہ یحییٰ خان ایسے غدارِ وطن کو قوم کے سرمائے سے کون بھوجن فراہم کر رہا ہے۔ عوام کے خون پسینے کی کمائی یحییٰ خان پر صرف کرنے والوں کو یقیناً ایک دن عوام کے غیض و غضب کا شکار ہونا پڑے گا —— قائدِ عوام ایف۔ ایس۔ ایف کی رائفلوں اور پولیس کی لاٹھیوں

پریمیئر پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

کے سائے میں محض دھمکیوں سے اپوزیشن رہنماؤں کو مرعوب نہیں کر سکتے۔ اپوزیشن کے جیالے رہنما اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتے ہیں، مگر وہ نہیں چاہتے کہ ملک خانہ جنگی کا شکار ہو کر مزید کمزور ہو جائے۔ اپوزیشن رہنما ملک کی سالمیت اور وقار کے لیے مثبت طریقے سے نبرد آزما ہیں۔ وہ منفی سیاست، دھمکیوں کی سیاست اور سازشوں کی سیاست کو ملک و ملت کے جسم پر ناسور سمجھتے ہیں۔ اپوزیشن کا مطمع نظر اس ملک میں جمہوریت کا فروغ، آزادی رائے کا تحفظ اور شہری آزادیوں کی بحالی ہے اور اسی مقدس مشن کے لیے وہ ملک گیر تحریک چلانا چاہتی ہے۔

مسلسل و پیہم تجربات کے بعد اپوزیشن اس نتیجہ پر پہونچی ہے کہ موجودہ حکومت کے ہوتے ہوئے جمہوریت کا فروغ، آزادی رائے کا تحفظ اور شہری آزادیوں کی بحالی ناممکن ہے۔ جب تک اس راہ کے سنگِ گراں یعنی "عوامی حکومت" کو اقتدار بدر نہیں کیا جاتا اس ملک میں جمہوریت کی گاڑی نہیں چل سکتی۔ جمہوریت کی گاڑی اس ملک میں رواں دواں رکھنے کی غرض سے اپوزیشن کیلیے مثبت بنیادوں پر تحریک چلانا لابُدی و ضروری ہے۔

کسی بھی اپوزیشن لیڈر نے مسٹر بھٹو کی حالیہ تقریر کو روایتی بوکھلاہٹ سے زیادہ اہمیت نہیں دی، بلکہ اپوزیشن لیڈر مولانا مفتی محمود نے ببانگِ دہل اعلان کیا ہے کہ ہم ان گیدڑ بھبکیوں سے مرعوب ہونے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔ ہم موجودہ آمرانہ حکومت سے عوام کو نجات دلانے کے لیے بھرپور اور ملک گیر تحریک چلائیں گے۔

قائدِ حزب اختلاف نے واشگاف الفاظ میں حکومت کی کہ مکرنیوں، وعدہ خلافیوں اور عہد شکنیوں کی نشاندہی کی ہے۔ بھٹو صاحب کی طرف سے مذاکرات، کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب نے صاف صاف فرمایا ہے کہ ایسی جماعت اور ایسے حکمرانوں سے مذاکرات کرنے کا کوئی فایدہ نہیں۔ جن کا ماضی میں بار بار تجربہ کیا جا چکا ہے۔

انہوں نے بجا کہا ہے کہ ایسے لوگوں سے مذاکرات کی طرح۔ ڈالنا مضحکہ خیز اور بے معنیٰ ہے۔

ہمارے نزدیک مفتی صاحب کا بیان، نہ صرف راست سمت میں درست اقدام کی حیثیت رکھتا ہے، بلکہ ماضی کے تجربات و واقعات کا بھی غماض ہے۔ اپوزیشن پر اسمبلی کے دروازے بند کیے جانے کے بعد اپوزیشن رہنماؤں کے لیے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں کہ وہ ملک اور عوام کو اپنی قیمتی زندگیوں کو خطرے میں ڈال کر حکومت کی ہمہ قسم دھاندلیوں اور تشدد کا مقابلہ کرتے ہوئے ملک گیر تحریک کے ذریعہ عوام سے رابطہ قائم کریں اور ان کے خلاف ہونے والی محلاتی سازشوں سے انہیں آگاہ کریں۔ ہرچہ بادا باد۔

"اداکار" پر پابندی!

حکومت نے ہر اس اخبار اور رسالے کو بند کرنے کا تہیہ کر لیا ہے جو حکومت کی ریشہ دوانیوں، چیرہ دستیوں، دھاندلیوں اور بدعنوانیوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

پریس ٹرسٹ کے اخبارات کی تو بات کرنا ہی عبث ہے۔ غیر جانبداری کے دعویدار ایک آدھ اخبار میں بھی حکومت کی غلط باتوں کا نوٹس نہیں لیا جاتا۔ لے دے کر پورے ملک میں چند ہفتہ وار اخبار ہی رہ جاتے ہیں جو حکومت کی غلط پالیسیوں پر روک ٹوک کرتے ہیں یا اپوزیشن کا نکتہ نگاہ بیان کرتے رہتے ہیں۔ ان ہفتہ وار اخبارات و رسائل کے ذریعہ اپوزیشن رہنماؤں کے وہ بیانات بھی چھپ جاتے ہیں، جو اخبارات میں نہیں آتے۔

حکومت کے لیے یہی چیز وجہ پریشانی بنی ہوئی ہے اور اس کا سب سے زیادہ نزلہ ہفتہ وار "اداکار" پر گرتا رہتا ہے۔ پہلے بھی حکومت کی طرف سے اس پرچہ پر ناروا قسم کی پابندیاں لگتی رہیں مگر اس مرتبہ عوامی حکومت نے اپنی عوامیت کا ثبوت کچھ اس طرح فراہم کیا ہے کہ "اداکار" کا ڈیکلریشن ہی منسوخ کر دیا۔ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" الحدید کے قالب میں "اداکار" نے آنا شروع کیا تو الحدید کے پرنٹر کو ایسا ڈرایا کہ اس نے الحدید تک کو چھاپنے سے انکار کر دیا۔ یہ ہے آزادی صحافت جس کیلیے بھٹو صاحب نے ایوبی آمریت کے دور میں تحریک چلائی تھی۔

ضروری ہدایت

عدالتِ عالیہ شرعیہ پاکستان کے قاضی القضاۃ حضرت مولانا مفتی محمود نے چاروں صوبوں کے صوبائی قضاۃ کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ باہمی رابطہ اور جمعیۃ کے صوبائی امیر و ناظم عمومی کے مشورہ سے اضلاع کی سطح پر قضاۃ کا فوری طور پر تقرر کر کے عید الاضحیٰ سے قبل مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام رنگ محل لاہور کو آگاہ فرمائیں تاکہ شرعی عدالتوں کے باضابطہ پروگرام کا جلد از جلد آغاز کیا جا سکے۔

آپ نے فرمایا ہمارا خیال ہے کہ طریق کار کے تعین اور قضاۃ کے چند روزہ تربیتی کورس کے بعد نئے قمری سال کے آغاز کے ساتھ ہی شرعی عدالتوں کا باضابطہ آغاز کر دیا جائے۔

مرسلہ: ڈاکٹر احمد حسین کمال۔

اسرائیل — نسل پرست ریاست

صیہونیت کے خلاف عالمی ضمیر کی فردِ جرم

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اپنی ایک قرارداد کے ذریعہ صیہونیت کو نسل پرستی اور انسانی امتیاز کی ایک شکل قرار دیا ہے، اس قرارداد کے حق میں جسے عرب ملکوں نے پیش کیا تھا پاکستان سمیت ۷۲ ملکوں نے ووٹ دیا۔ ۳۳ ملکوں نے اس مسئلے پر ووٹ نہیں دیا جب کہ ۳۲ ارکان نے جن میں امریکہ اور دوسرے اسرائیل نواز مغربی ملک شامل ہیں مخالفت میں ووٹ دیا۔ تیسری دنیا اور خاص طور سے عرب ملکوں کو اسرائیل کی صیہونیت کے گھناؤنے جرائم پر جو گہری تشویش رہی ہے اسے نظر انداز کرتے ہوئے اور اسرائیلی نسل پرستی کی درپردہ حمایت کرتے ہوئے اسرائیلی اور امریکی مندوب قرارداد کی منظوری کے بعد بہت چراغ پا ہوئے ہیں۔ امریکی اور اسرائیلی حکومتیں اسی قرارداد کے حق میں ووٹ دینے والے ملکوں کے خلاف بہت برہم اور سراسیمہ ہیں۔ اسرائیلی مندوب نے اسے یہودی اور عبرانی دشمنی سے تعبیر کیا ہے اور برہم ہو کر قرارداد کی کاپی پھاڑ ڈالی۔

اقوام متحدہ میں امریکی مندوب اور خود صدر فورڈ اس سے اس قدر ناراض ہوئے کہ انہوں نے قرارداد کے حق میں ووٹ دینے والے ملکوں کے خلاف جوابی کارروائی کی دھمکی دے دی۔ دوسری طرف پاکستان، عرب ملکوں اور تیسری دنیا کے بہت سے نوآزاد ملکوں نے اسی قرارداد کی منظوری پر جو درحقیقت دنیا کی بھاری اکثریت کے ضمیر کی آواز تھی فاتحانہ خوشی کا اظہار کیا۔ وہ اس قرارداد کی منظوری کے سلسلے میں سوشلسٹ ملکوں کی سرگرم حمایت کے لیے شکرگزار ہیں جو شروع سے نوآزاد اقوام اور عرب ملکوں کے جائز حقوق کے لیے کمربستہ رہتے ہیں۔ امریکہ نے البتہ اسرائیل کی حمایت میں اس قدر واضح رویہ اختیار کر کے خود کو ایک بار پھر عالم عرب اور نوآزاد ملکوں سے دُور کر لیا ہے جو اسرائیلی بربریت اور جارحیت کے خلاف ہر سطح پر نفرت اور مذمت کا اظہار کرتے ہیں۔

جہاں تک صیہونی نسل پرستی اور جارحیت کا تعلق ہے تو اسرائیلی پارلیمنٹ نے ان قراردادوں پر عمل کرنے سے انکار کر دیا ہے جن میں زور دیا گیا تھا کہ فلسطینی عوام کی تنظیم آزادی (PLO) کو مشرقِ وسطیٰ میں قیام امن کے لیے ہونے والے تمام مذاکرات میں نمائندگی دی جائے۔ اسے سامراج کی جانب سے جو دلیرانہ حمایت حاصل ہے اس نے اسے فلسطینی عوام کے خلاف سیاسی اور انسانی مظالم پر اکسایا ہے۔ وہ نہ صرف عرب مقبوضہ علاقوں میں بلکہ یروشلم اور مقبوضہ فلسطین کے دوسرے تمام علاقوں میں عرب باشندوں کے خلاف ہر طرح کی غیر انسانی کارروائیاں کر رہا ہے۔ وہ فلسطینی اور عرب عوام کے خلاف جو اُن مقبوضہ علاقوں کی صدیوں سے آباد اصل آبادی ہے ثقافتی، مذہبی اور نسلی جرائم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اقوام متحدہ کی اس قرارداد کی منظوری نے اسرائیل پر نسل پرستی کے الزام کو صحیح ثابت کر دکھایا ہے۔ یہ قرارداد دراصل اسرائیل کے خلاف فردِ جرم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نے اسرائیلی نسل پرستی، نسلی امتیاز اور برتری کے رجعت پسندانہ اور غیر عقلی پالیسی کی قلعی کھول دی ہے۔ اسرائیل کے اسی نسلی جنون نے اس کے حکمرانوں کو توسیع اور جنگ پر آگے بڑھایا ہے اور عرب مقبوضہ علاقے خالی کرنے سے باز رکھا ہے۔ اس طرز عمل کی وجہ سے جو براہِ راست مغربی سامراجی طاقتوں کی پالیسی کا نتیجہ ہے۔ مشرق وسطیٰ میں پائیدار اور منصفانہ امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اس کی اصل بنیاد فلسطینی عوام کے حق خود ارادیت کو تسلیم نہ کرنا ہے۔

اسرائیل نسل پرستی اور رجعت پسند عبرانی فلسفہ پر عمل درآمد کے تحت تل ابیب کے حکام اور فوجی افسر فلسطینی عربوں پر نت نئے مظالم ڈھا رہے ہیں۔ انہیں ان کی آبائی زمینوں، فارموں اور گھروں سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔ ان کی مساجد، تاریخی اور ثقافتی نوادرات اور عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ ان کو مسمار کر کے یہودی نوآبادیاں قائم کی گئیں ہیں۔ بیت المقدس کی بے حرمتی اور آتشزنی کے المناک واقعہ سے کون واقف نہیں۔؟ اب بھی مقبوضہ یروشلم میں صیہونی نسل پرستی اور برتری کے تحت عربوں کی ثقافت اور اقتصادی حقوق کو ملیامیٹ کیا جا رہا ہے۔

اسرائیلی نسل پرستی اور مظالم کا دائرہ صرف مقبوضہ عرب علاقوں اور فلسطینی باشندوں تک محدود نہیں بلکہ خود اسرائیل میں بڑا جابرانہ نسلی اور طبقاتی نظام رائج ہے۔ اسرائیل کی ۲۷ فی صدی یہودی آبادی بہت

غربت اور پسماندگی سے دوچار ہے۔ محنت کش صنعتی مزدور اور عام افراد بھاری ٹیکسوں، بے روزگاری اور بیگار کے بوجھ تلے زندہ رہنے پر مجبور ہیں۔ اسرائیل کے اصل آباد یہودیوں کے مقابلے میں افریقہ اور عرب ملکوں سے آنے والے یہودی ہر قسم کی نسلی منافرت اور امتیاز کا شکار ہیں، ان سے بھی بدتر سلوک حبشی النسل یعنی نیگرو افریقی یہودیوں سے کیا جا رہا ہے۔ اصل عرب باشندوں کو تو خیر جائیدادوں اراضی اور روزگار سے بری طرح بے دخل کیا ہی گیا ہے اور ان کے خلاف اسرائیل میں کوئی ڈیڑھ سو جبری قانون ہیں۔ ان کے تحت مقبوضہ عرب علاقوں کے عرب عوام کو اچھوتوں کی طرح رکھا جاتا ہے ان کے لیے علاقے مخصوص کر دیتے گئے ہیں جن سے باہر وہ قدم نہیں رکھ سکتے۔

اکثر اسرائیلی حکام عربوں کو اجتماعی سزائیں سناتے رہتے ہیں۔ خود اسرائیلی عرب یہودی بھی اس تشدد اور امتیاز سے بری نہیں۔ اسرائیلی پارلیمنٹ میں ایسے یہودی عرب باشندوں کے لیے جن کی آبادی ملک کی ۱۲ فی صد ہے صرف سات نشستیں ہیں۔

تیسری دنیا کے عوام کو ذہنی طور پر پسماندہ رکھنے کی سازش

دیگر ترقی پذیر ملکوں کے مانند پاکستان نے بھی ایک نئے بین الاقوامی اقتصادی نظام کے قیام کا مطالبہ کیا ہے۔ گذشتہ چند برسوں سے تیسری دنیا میں بیماری کی جو لہر آئی ہے وہ اقوام متحدہ کے مختلف فورموں میں واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔ خصوصاً اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے چھٹے خصوصی اجلاس کے وقت سے جو گذشتہ سال خام اشیاء اور قدرتی وسائل کے سوال پر غور کرنے کی غرض سے منعقد ہوا تھا اور اپنی نوعیت کا پہلا اجلاس تھا۔ ترقی پذیر ملکوں کے عوام کو اپنے حالات اور ان حالات [illegible] کی وجوہات کا سخت زیادہ احساس ہوا ہے۔ یہ لوگ خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں اور اُن کی کروٹ سے سرمایہ دار دنیا لرزہ براندام ہے۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے چھٹے خصوصی اجلاس میں جہاں دیگر مسائل زیر بحث آئے وہیں ترقی پذیر ملکوں میں شرح اموات کا سوال بھی زیر غور آیا۔ اس ضمن میں پاکستان کے سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن کا بیان خصوصی اہمیت کا حامل ہے جس میں انکشاف کیا گیا ہے کہ ترقی پذیر ملکوں میں پیدا ہونے والا تیسرا فرد پانچ برس کی عمر تک پہنچنے سے قبل دم توڑ دیتا ہے۔ کیونکہ زندہ رہنے کے لیے اسے غذا نہیں ملتی۔ کم از کم عام آدمی کے لیے یہ نئی بات ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ترقی پذیر ملکوں میں غربت اور بیماریوں کی شرح کہاں تک پہنچ چکی ہے۔

اس بیان سے نہ صرف اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ترقی پذیر ملکوں میں فاقہ کشی کا عالم ہے بلکہ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ زندہ رہنے والے خوش قسمت بچوں کو کس قسم کی زندگی بسر کرنا ہوتی ہے۔ طبی ماہرین کی رائے میں ایک آدمی کی روزانہ غذائی ضروریات، اس کے کام کے لحاظ سے ۲۵۰۰ کیلوری اور ۴۰۰۰ کیلوری تک گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اس کی اوسط ضرورت ۲۲۰۰ کیلوری ہے لیکن ترقی پذیر ملکوں میں بسنے والے عوام کیا کچھ کھاتے ہیں اس کا تھوڑا بہت اندازہ مضمون کے آخر میں دیے گئے اعداد و شمار سے ہوتا ہے

گذشتہ سالوں میں ترقی پذیر ملکوں کی اقتصادی صورت حال مزید بگڑ گئی ہے اور ان کی غربت میں کئی سو گنا اضافہ ہوا ہے اس بھوک اور فاقہ زدگی کی وجہ سے ترقی پذیر ملکوں کے عوام آسانی سے تپ دق، معدے کے امراض اور ملیریا وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ سب سے تشویشناک بات یہ ہے کہ فاقہ زدگی کی وجہ سے ذہنی نشو و نما رک جاتی ہے یا دھیمی پڑ جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ترقی پذیر ملکوں کے عوام نہ صرف بیروزگاری، ناخواندگی اور بھوک کا شکار ہیں بلکہ بتدریج ان کی عقل و دانش پر بھی ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے اور وہ غیر محسوس طریقے سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم کیے جا رہے ہیں۔ یہ ترقی پذیر ملکوں کا ایک نہایت اہم مسئلہ ہے جس کی طرف توجہ نہ دی گئی تو سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔

ترقی پذیر ملکوں کے عوام اس حالت تک کسی قدرتی آفت کے نتیجے میں نہیں پہنچے ہیں۔ نہ اس میں اُن کی "کاہلی" کا دخل ہے اور نہ اُن ملکوں کی "خراب آب و ہوا" پر اس کی ذمہ داری ڈالی جا سکتی ہے اس پسماندگی کی ٹھوس وجوہات ہیں جن سے اب خاصے لوگ واقف ہوتے جا رہے ہیں۔ اوّل تو نوآبادیاتی استحصال، دوم جدید نوآبادیاتی لوٹ کھسوٹ، جو آج بھی جاری ہے۔ نوآبادیاتی دور کے شدید استحصال کی محض ایک مثال کافی ہے۔

انیسویں صدی میں برطانیہ اور اس کے ہندوستانی مقبوضہ کے درمیان جس طرح حساب چکایا گیا، اس کا ذکر ایک انگریز ماہر اقتصادیات ل۔ ہ جنکس نے اس طرح کیا ہے:

> "غدر کو فرو کرنے کے اخراجات، لندن میں سرکاری خرچ کی ہر وہ مد جس کا کوئی دور کا بھی تعلق ہندوستان سے رہا ہو، حتیٰ کہ انڈیا آفس کی بھنگنوں کی تنخواہ، اُن جہازوں کا خرچ جو بندرگاہ سے روانہ ہوئے مگر جنہوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا اور ہندوستانی ریجمنٹ کے روانگی سے چھ مہینے پہلے انگلستان میں ٹریننگ کے اخراجات، یہ سب ہندوستانی رعیت کے کھاتے میں لکھا گیا جسے کسی طرح کی نمائندگی حاصل نہیں تھی۔ ۱۸۶۴ء میں ترکی کے سلطان شاہی مہمان ہو کر لندن آئے انڈیا آفس میں ان کے اعزاز میں سرکاری ناچ پارٹی کا اہتمام ہوا اور خرچ ہندوستان سے وصول کیا گیا۔ ایلنگ میں ایک پاگل خانہ۔ زنجبار مشن کے اراکین کو تحفے، چین اور ایران میں برطانیہ کے کونسل اور سفارتی ادارے، بحر روم کے بحری بیڑے کے اخراجات کا ایک حصہ اور انگلستان سے تار برقی کی ایک لائن کی پوری لاگت ۱۸۷۰ء سے پہلے ہندوستانی خزانہ سے وصول کی گئی۔"

اس چھوٹی سی مثال سے واضح ہو جاتا ہے کہ ٹکنولوجیائی

دور میں محکوم قوموں کا کس بے رحمی سے استحصال کیا گیا ہے۔ شاید اسی پر علامہ اقبال نے کہا تھا: ؎

پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات۔

جب اپنی طویل اور کٹھن جد و جہد کے نتیجے میں محکوم قوموں نے سیاسی آزادی حاصل کر لی تو انہیں جدید نو آبادیاتی نظام کے شکنجے میں جکڑ دیا گیا جس کے خلاف آج تیسری دنیا میں زبردست ابھار پیدا ہو چکا ہے۔ اور جس کا اظہار اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے چھٹے اور ساتویں خصوصی اجلاس میں بھی ہوا ہے اس نئے طرز کے نو آبادیاتی استحصال کا تھوڑا بہت اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تیسری دنیا میں بسنے والے ایک ارب افراد فاقہ زدگی کا شکار ہیں اور گذشتہ ۲۰ برسوں میں ان ملکوں میں ناخواندگی کی شرح دس کروڑ سے تجاوز کر کے ۹۰ کروڑ تک جا پہنچی ہے۔

ظاہر ہے کہ اس طویل استحصال کے اثرات ابھی بہت عرصے تک باقی رہیں گے لیکن یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ ترقی پذیر ممالک آج کھل کر اس لوٹ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، وہ اپنی آزادی اور خود مختاری کے دفاع کے لیے عملی اقدامات بھی کر رہے ہیں۔ ان ملکوں میں خام اشیاء اور قدرتی وسائل کو قومی ملکیت میں لینے کا مطالبہ شدت اختیار کرتا جا رہا ہے اور کئی ترقی پذیر ملکوں نے اسے عملی جامہ بھی پہنا دیا ہے جس سے سرمایہ دار دنیا میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ خصوصاً تیل پیدا کرنے والے ملکوں سے یہ دنیا بہت خفا ہے۔

ترقی پذیر ملکوں کو قابو میں رکھنے کے لیے وہی آزمودہ نسخہ "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" اپنایا جا رہا ہے۔ حال ہی میں مغربی جرمنی کی کرسچین ڈیموکریٹک پارٹی کے ماہر اقتصادیات ڈاکٹر جرگین جرہارڈ ٹوڈن ہوفر نے تجویز پیش کی ہے کہ "ہمیں ترقی پذیر ملکوں اور تیل پیدا کرنے والے ملکوں کے غیر فطری محاذ کو توڑ دینا چاہیئے۔ امریکہ کا ممتاز جریدہ "نیوز ویک" ۸ ستمبر ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ امریکہ نے اسی تجویز پر عمل کرنے کوشش کی ہے۔

سرمایہ دار ملکوں کی دوسری کوشش یہ ہے کہ ترقی پذیر ملکوں کو سوشلسٹ ملکوں سے دور رکھا جائے اور ہو سکے تو انہیں سوشلسٹ ملکوں کے خلاف کھڑا کر دیا جائے۔ چنانچہ اس میں حیرت نہ ہونی چاہیے کہ مغربی ابلاغ عامہ کے ادارے بائیں بازو کے ان انتہا پسند نظریات کی خوب تشہیر کرتے ہیں۔ جن میں سوشلسٹ کیمپ اور سوویت روس کو "دشمن نمبر ایک" قرار دیا گیا ہو۔ کیونکہ اس طرح تیسری دنیا کے ابھار کا رخ غلط سمت میں موڑا جا سکتا ہے اور اسے اس کے دوستوں سے محروم کیا جا سکتا ہے۔

اس ضمن میں ایک نعرہ "امیر" اور "غریب" قوموں کا ہے جس کا آج کل خاصا چرچا ہے حالانکہ مسئلہ امیر اور غریب طبقوں کا ہے نہ کہ "امیر" اور "غریب" قوموں کا۔ کیا پاکستان جیسے غریب ملک میں بھی ایک اقلیتی طبقہ ایسا نہیں ہے جس کا واحد مسئلہ یہ ہے کہ پیسہ کیسے خرچ کیا جائے؟ کراچی کی الفنسٹن اسٹریٹ پر چلے جائیے اور تصور کیجئے کہ اس شہر میں بنارس کالونی پٹھان کالونی، نئی کراچی، کورنگی، لانڈھی اور لیاقت آباد اور لیاری کوارٹرز جیسی لاتعداد بستیاں ہیں۔ دونوں میں کوئی مطابقت نظر نہیں آتے گی۔

اسی طرح بڑے سرمایہ دار ملکوں میں بھی ایک طرف بڑی بڑی اجارہ داریاں ہیں جبکہ دوسری جانب مزدور طبقے کے لوگ ہیں جو تقریباً ہماری ہی طرح بیروزگاری، بھوک اور افلاس کا شکار ہیں یہ محنت کش لوگ تیسری دنیا کی قومی آزادی کی تحریکوں کے حامی ہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

انتہائی خوبصورت
جمعیۃ علماء اسلام کے پروگرام پر مشتمل سہ رنگا
ٹین کیلنڈر
آج ہی منگوائیے!
فی عدد ۷ روپے
فی درجن ۶۵ روپے
٥ انگریزی و قمری تاریخ والا کیلنڈر رسالہا سال کیلئے شائع ہو چکے ہیں۔
اشاعت المعارف سمندری لائل پور

کیلوزی	ملک	پروٹین	کیلوری	ملک	پروٹین
۳۵۱۰	نیوزی لینڈ	۱۰۹	۳۴۹۰	وینیزویلا	۶۶
۳۲۷۰	برطانیہ	۸۹	۲۳۳۰	شام	۷۸
۳۱۴۰	آسٹریلیا	۹۰	۲۱۰۰	لیبیا	۵۳
۳۱۰۰	کینیڈا	۹۴	۲۰۵۰	پیرو	۵۱
۳۱۰۰	امریکہ	۹۲	۲۰۴۰	ہندوستان	۵۳
۳۰۰۰	مغربی جرمنی	۸۰	۱۹۸۰	پاکستان	۴۴
۲۶۹۰	برازیل	۶۵	۱۸۳۰	فلپائن	۴۳

اوسط خوراک
۳۰۰۰ کیلوری تک
۲۵۰۰ کیلوری تک
تشفی بخش
۲۲۰۰ کیلوری سے
خطرے کی حد جسکے
بعد فاقہ زدگی
شروع ہوتی ہے۔

اوسط ضرورت
۸۰ گرام

تلخ و شیریں

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے!

امجد علی شاکر بی اے۔

"اپوزیشن مخصوص مفادات کی حوصلہ افزائی کے لیے ترمیم کی مخالفت کر رہی ہے"
(ملک معراج خالد)

ہر شخص کے چند مخصوص مفادات ہوتے ہیں مثلاً ملک صاحب کا مفاد وزارت کا تحفظ ہے اسی لیے وہ اس قسم کے بیانات کی تصنیف میں مصروف رہتے ہیں یا شاید کوئی دوسرا کام نہیں ہوتا، اس لیے انہوں نے بیانات کی تصنیف کو مشغلہ بنا رکھا ہے

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا!
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا!

لیکن بہر حال یہ سب وزارت ہی کے تحفظ کے لیے کیا گیا ہے۔ اسی وزارت کے تحفظ کے لیے انہوں نے اپنے قرب و جوار سے ضمیر اور دیانت کو بمعہ صداقت کے چھٹی کرا دی ہے، لیکن اگر وہ ضمیر کی اپنے دماغ میں موجودگی پر اصرار کریں تو وہ کبھی اس کی نمائش عام کا اہتمام فرما دیں ہم ممنون ہوں گے،

پیپلز پارٹی ...... منہ پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا ہے۔ جو چیز کبھی عوام کی محبوب نظر تھی، اب اس کی نحوست سے عوام پناہ مانگتے ہیں، لیکن آج کل یہ بھٹو صاحب کے نام کے ساتھ چیئرمین کی زنجیر کے ساتھ بندھی ہوئی ہے اور بھٹو صاحب کے لیے بطور تخلص استعمال ہوتی ہے۔ بہر حال اس کا مفاد اپنے اقتدار کا تحفظ ہے اسی کے لیے ہی تو اپنے پروگرام کو بھٹو صاحب نے اپنے ذہن کی لوح سے محو کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے منشور کے دلِ عاشق سے بھی زیادہ ٹکڑے کر کے ان کو فضائے آسمانی میں بکھیر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منشور کے الفاظ کو اقتدار کے قرب و جوار میں آنے کی اجازت نہیں صرف تخیل کی وادیوں میں بھٹکنے کی اجازت باقی ہے جو کسی وقت بھی ختم کی جا سکتی ہے۔ رہا اپوزیشن تو اس کا مفاد اسلام اور جمہوریت کے تحفظ میں مضمر ہے، کیونکہ اس سے وطن عزیز کی زندگی وابستہ ہے۔ اس لیے اس نے اس کی حفاظت کی خاطر ہی حالیہ ترمیم کی مخالفت کی ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی تکلیف، دکھ اور نقصان سہنے سے پرہیز نہیں کیا۔

• مالیہ کی معافی اعلان برصغیر کی تاریخ کا بے مثال واقعہ ہے" (وزیر اعظم)

بھٹو صاحب کا کونسا فعل برصغیر کی تاریخ کا بے مثال واقعہ نہیں۔ بچیوں کے ساتھ تھرکنا اور بازاری قلندروں کے ساتھ ہے جمالو کی تان پر رقص کرنا بھی تو بے مثال واقعات ہیں۔ مالیہ کی معافی ہی بے مثال نہیں ایک صوبے کی معافی بھی تو بے نظیر ہے۔ بھٹو صاحب کی ہر بات نرالی اور ہر کام بے مثال ہے۔ تیزی سے وعدے کرنے اور اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ انہیں بھلانے میں کون بھٹو صاحب کے مماثل ہو سکتا ہے؟ معاہدے کرنے اور انہیں توڑنے میں کون بھٹو صاحب کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ خیالی الزامات تخلیق کرنا، خیالی پلانوں کا انکشاف کرنے میں بھٹو صاحب کی مہارت مسلم ہے جس میں کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بہر حال بھٹو نے جو بات بھی کی خدا کی قسم لاجواب کی۔

• بلوچستان میں سولہ کروڑ روپے کی لاگت سے آبپاشی کے متعدد منصوبے مکمل کر لیے گئے" (جام غلام قادر)

محترم آپ نے سیاسی ضمیر فروشی کے کتنے منصوبے مکمل کیے ہیں اور ان پر وزارتوں کے علاوہ کتنی لاگت آئی ہے۔ کبھی آپ اس پہلو پر غور فرمانے کی محنت کر لیں تو نوازش ہوگی۔ یہ درست کہ کئی لوگ لیلیٰ وزارت پر فدا ہو کر اپنا سب کچھ نثار کر بیٹھتے ہیں، مثلاً کئی بزرگ اپنا دماغ، ضمیر، دیانت، شرافت اور اس قبیل کی دوسری اشیاء وزارت کی دیوی کے چرنوں میں قربان کر دیتے ہیں اور خود کبھی کبھار بیان دینے پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں اور چند کاغذات کے نیچے اپنے دستخط ثبت کرنے کی مشقت کے عوض ہزاروں روپیہ ماہوار مروتاً وصول کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی حضورِ شہنشاہ میں تسلیمات عرض کر کے وزارت کو مستحکم کر لیتے ہیں، مگر وہ لوگ جن کا دماغ کاروبار کے سانچوں میں ڈھل کر نکلا ہو وہ اکیلی وزارت پر اکتفا نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ بھی وزارت کے چمچے کے ذریعے حکومت کی دیگچی سے کچھ نکال کے منہ کا ذائقہ درست کرتے رہتے ہیں۔

"پارٹی کو از سر نو منظم کیا جائے گا"
(وزیر اعظم)

جناب بھٹو آپ کی پارٹی نے عوام کو لوٹنے میں پہلے کونسی کسر چھوڑی ہے کہ اب اسے دوبارہ منظم کر کے عوام کے مقابل لا رہے ہیں۔ خدا را اسے ختم ہی کر دیں تو بہتر ہے۔ یاد ش بخیر آپ کے ایک وزیر نے کہا تھا کہ پیپلز پارٹی میں بدمعاش گھس آئے ہیں۔ تو جناب بدمعاشوں کو منظم کر کے عوام پر مسلط کرنے کا کام اصحاب اقتدار کے لیے مستحسن نہیں، کیونکہ عوام ہی نے تو آپ کو منتخب کیا تھا، لیکن اب انہیں اس کا بدلہ اس طرح دینا شرفاء کا کام نہیں۔ آخر عوام نے کونسا قصور کیا ہے۔ رہا اپوزیشن کو تنگ کرنا تو اس کے لیے ریڈیو، ٹی۔ وی اور ٹرسٹی اخبارات کے صحافی کافی محنت کر رہے ہیں۔ ایف۔ ایس۔ ایف کے فی سبیل اللہ فسادات بھی کافی مفصل انداز میں برپا ہیں۔ اب کونسی کسر باقی ہے، اگر باقی ہے تو فی سبیل اللہ فساد فورس حاضر ہے۔ اپوزیشن رہنماؤں کو ایوان سے زبردستی نکالنے کا کام تو یہ فورس کر چکی ہے، اس سے بڑا غنڈہ گردی کا کام اور کون ہو سکتا ہے؟ ——

رپورٹنگ: عمیر الہاشمی

قسط نمبر ۲

عقیدہ اور عمل

مدرسہ اسلامیہ لاہور کے جلسۂ عام میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا خطاب

بنیادی چیز درحقیقت عقیدے کے اوپر فکر ہے۔ فکر اگر صحیح ہے تو عقیدہ صحیح عقیدہ صحیح تو عمل صحیح اسی لیے قرآن کریم نے جگہ جگہ فکر کی دعوت دی ہے کہ تفکر کرو، تدبر کرو اور پہچانو اپنے خالق کو۔ کہیں فرمایا: کہ اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے یہ آسمان و زمین کا خیمہ بغیر ستون کے ٹانگ رکھا ہے اونچا نہ یہ گرتا ہے نہ ہوا میں اڑتا ہے، تنا ہوا ہے سیدھا بغیر ستون کے۔ آپ کا یہ شامیانہ تنا ہوا ہے (جلسے کا شامیانہ) اس کا وزن دو چار من ہو گا لیکن اس کے تھامنے کے لیے آپ نے بہت سے بانس لگا رکھے ہیں نہ لگائیں تو خیمہ نہیں رک سکتا۔ مگر اللہ وہ قدرت والی ذات ہے کہ یہ آسمان جس کا وزن وہی جانتا ہے نہ اس کے نیچے کوئی ستون ہے نہ طناب کھنچی ہوئی ہے۔ نہ کھونٹیاں گڑی ہوئی ہیں اور ہوا پر یہ خیمہ قائم ہے یہ زمین کے اوپر کھونٹے کی طرح سے گڑا ہوا ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ آسمان کا دل اور موٹائی پانچ سو برس کا راستہ ہے اگر اس کی موٹائی کے اندر آدمی چلے تو پانچ سو برس کے اندر اس دل سے اس دل تک پہنچے گا۔ تو اتنے موٹے دل کا خیمہ جو بغیر کسی ستون و طناب کے تنا ہوا ہے۔ یہ میری اور آپ کی قدرت سے تو نہیں تنا ہوا ہے۔ یہ تو اسی کی قدرت سے تنا ہوا ہے جس کی قدرت لامحدود ہے یہ سب اس لیے کیا گیا ہے کہ جب تم عاجز ہو اس کام سے تو یقین کرو کہ ایک قدرت والی ذات ہے جس کا یہ کام ہے۔ لہٰذا آسمان کو ذریعہ بنا لو اللہ کی پہچان کا اس کی معرفت کا یہ فکر ہے اللہ کی آیات ہیں۔ کہیں زمین کا تذکرہ ہے کہ زمین کو فرش بنایا۔ آسمان کو چھت بنایا۔ اور اس آسمان کے خیمے کے اندر چاند سورج کے ہنڈے ٹانگ دیئے کہ جس سے روشنی ہو اس خیمے کے اندر اور زمین کو فرش بنایا جس پر آپ رہتے ہیں اور یہ ہی نہیں کہ یہ صرف فرش ہے۔ بلکہ آپ کے لباس کا صندوق بھی ہے۔ اس لیے کہ اسی میں سے آپ کے کپڑے بھی بنتے چلے آ رہے ہیں۔ روئی نکلتی ہے آپ اسے کاتتے، بنتے ہیں۔ اسے تنتے ہیں تان کر اس کے کپڑے بناتے ہیں۔ تو کپڑے بھی آپ کے اسی میں سے نکل رہے ہیں۔ جانوروں کی کھال یا اون لے کر آپ اسے اپنے استعمال میں لاتے ہیں اور آپ کی غذاؤں کا گودام بھی اسی زمین کو بنا دیا۔ اسی لیے تو آپ کی غذائیں بھی نکلتی ہیں۔ اس زمین سے اور وہ مختلف ہوتی ہیں۔ فضا ایک ہوا ایک۔ زمین ایک، پانی ایک لیکن کہیں انگور نکل رہا ہے۔ کہیں انار نکل رہا ہے کہیں سیب نکل رہے ہیں۔ کہیں آم نکل رہے ہیں۔ یہ طرح طرح کے پھل پھول نکل رہے ہیں۔ یہ سب اسی قدرت والی ذات کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

آسمان کو ہوا پر قائم کیا۔ زمین کا تخت پانی پر بچھایا۔ اور زمین کو کپڑوں کا صندوق بھی بنایا۔ غذاؤں کا گودام بھی بنایا۔ سیرگاہ بھی بنایا۔ تفریح گاہ بھی بنایا یہ ساری چیزیں اس لیے پیدا کی ہیں کہ یہ ذریعہ بنیں معرفتِ خداوندی کا اور یہ ساری چیزیں اس لیے پیش کرتا ہے قرآن کہ اس دلدل میں پھنس کر نہ رہو اسے ذریعہ بناؤ معرفتِ خداوندی کا۔ حق تعالیٰ کی پہچان کا۔ کہ جس کی قدرت یہ ہے وہی ذات اس لائق ہے جس کے آگے جھکا جائے۔ وہی ہے اس لائق ـــــ کہ جس کی عبادت کی جائے۔ پوجا کی جائے اور اس کے غیر کی طرف نہ دیکھا جائے۔ اس لیے اللہ نے یہ چیزیں پیدا کی ہیں۔ یہ چیزیں اسی ایک ذات واحد نے پیدا کی ہیں۔ کسی کی اعانت سے تھوڑا ہی پیدا کی ہیں یہ ایک ہی قدرت نے پیدا کی ہیں۔ تو جس کائنات کا مدبر ایک اور مالک و خالق ایک ہے تو معبود بھی تو ایک ہی ہو گا۔

بہرحال یہ چیزیں حق تعالیٰ نے اس لیے پیش نہیں کیں کہ محض ان کو دیکھ کر خوش ہو جاؤ اور محض ان کے ذائقے چکھ کر مدہوش ہو جاؤ۔ بلکہ ان کے استعمال کے بعد ایمان کو بھی مضبوط کرو۔ یہ چیزیں محض غذا نہیں ہیں۔ بلکہ تقویت ایمان کا ذریعہ ہیں۔ قوت ایمانی بھی بخشنے والی ہیں۔ تو یہ زمین و آسمان کی ایسی ساخت ہے کہ آنکھوں کو بھی خوش کرے غذا بھی مہیا کرے کپڑے بھی فراہم کرے اور دل کی خوشی کا بھی ذریعہ ہے تاکہ معرفتِ خداوندی ابھرے۔ مگر یہ تبھی ہو گا جب فکر کرو گے۔ اللہ کی نعمتوں میں۔ اس کی بناوٹوں میں اس کے ایام میں۔

یہ چیزیں محض استعمال کی نہیں ہیں بلکہ فکر

کی چیزیں ہیں۔ فکر صحیح ہو گا تو ذکر بھی کریں گے۔ بہت سے فکر کرتے ہیں۔ کھود کرید تے ہیں۔ نئی نئی ایجادات بھی کرتے ہیں۔ سائنس کی ترقیات سے دنیا بھری جا رہی ہے۔ لیکن یہ لوگ صرف مادہ ہی میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ یہ نہیں سمجھا کہ اس سے پہچاننے کی کیا چیز ہے۔ جسے ہم پہچانیں۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اے انسان ساری دنیا میں نے تیرے لیے بنائی اور تجھے صرف اپنے لیے بنایا ہے۔ دنیا کو اس لیے بنایا کہ تیری زندگی بسر ہو اور تجھے اس لیے بنایا کہ میری اطاعت کے لیے تیار ہو جائے۔ اور میری معرفت تک پہنچے بلکہ بہت سے تو پہنچ بھی گئے ہیں۔ جنہوں نے واقعی غور کیا ہے۔

آپ ہی کے یہاں پاکستان میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں تقریباً ستر ماہرین سائنس نے اپنے دستخطوں سے اعلان کیا ہے کہ سائنس کی تحقیقات اور ایجادات سے ہم صاحب ایمان بن گئے ہیں۔ اللہ کی قدرتوں کے قائل ہو گئے ہیں۔ مومن بن گئے ہیں۔ ان ایجادات نے ہمیں بتایا ہے کہ ان کا کوئی خالق ہے اس واسطے سائنس بھی ایک ذریعہ بن سکتی ہے خدا کی معرفت کا۔

یہ دلیل اس کی ہے کہ کوئی قادر ذات موجود ہے جو اپنی قدرت کو استعمال کر رہی ہے۔ اس میں فکر کی ضرورت ہے۔ فکر صحیح ہو گا۔ تو عقیدہ صحیح بنے گا۔ اسی لیے حق تعالیٰ نے اس فکر کو مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے۔ کہیں وہ کہتا ہے کہ اس کائنات میں غور کر کے مجھے پہچانو کہیں کہتا ہے کہ اپنی جانوں میں غور کر کے مجھے پہچانو اور اپنے جسموں میں غور کرو کہ اللہ نے کیسے کیسے اسرار ان میں رکھے ہیں۔ کیسی کیسی نشانیاں ان میں رکھی ہیں تم ان میں غور کرو گے تو اندر سے دلیل نکلے گی۔ اللہ کے وجود کی۔ اللہ کی معرفت و پہچان کی خدا کی توحید کی۔ اس کے کمالات کی کہیں باہر جانے کی تمہیں ضرورت پیش نہیں آئے گی اللہ تعالیٰ اس قسم کی نشانیاں پیش کرتے ہیں۔

تمہارا جو یہ وجود ہے یہ دو چیزوں سے مرکب ہے اس بدن کو روح ہی نے تو قائم رکھا ہوا ہے۔ جسم اور روح اگر روح نکل جائے تو اس میں کچھ بھی نہیں رہتا۔ ڈھانچہ رہ جائے گا۔ تو اس کائنات بدن کے اندر مدبّر جو ہے وہ روح ہے۔ یہ ڈیڑھ گز کا ڈھانچہ جب بغیر مدبّر کے نہیں چل سکتا تو اتنا بڑا ڈھانچہ جس کا پیٹ یہ فضا ہے سر آسمان ہے اور بدن زمین ہے بغیر ایک مدبر کائنات کے بھلا کیسے چل سکتا ہے؟ لہٰذا خدا کے وجود کی دلیل خود آپ کے اندر سے نکلی جب آپ کے بدن کی کائنات کو ایک مخفی قوت چلا رہی ہے جس کو آپ روح کہتے ہیں تو اس بڑی کائنات کو بھی کوئی مخفی قوت چلا رہی ہے اور وہ قوت خداوند قدوس کی ذات بابرکات ہے۔ اگر روح ہمارے اندر سے نکل جائے تو یہ بدن نہیں رہے گا اور اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو کائنات باقی نہیں رہے گی۔

محلات بنے ہوئے ہیں اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک بڑا عظیم الشان باغ جس میں چھوٹے اور بڑے درخت لگے ہوئے ہیں اور دودھ کی نہریں جاری ہیں اور حسین و جمیل عورتیں موجود ہیں اور بیش قیمت سامان، اعلیٰ ترین فرنیچر سجا ہوا ہے۔ جواہرات محلوں میں لگے ہوئے یہ باغ آپ نے کس چیز سے بنایا سونا اور چاندی آپ کہاں سے لاتے؟ یقیناً آپ نے تصرف کیا تو آپ کا یہ تصرف ذریعہ بنا اس باغ کی آرائش کا۔

اس طرح سے خالق کائنات نے یہ لمبا چوڑا کائنات کا باغ بنایا ہے ذرا سا ارادہ کر لے اس کی تباہی کا تو یہ ساری کائنات تلپٹ ہو جائے۔ یہ سب اسی صانع حقیقی کا کرشمہ ہے جس کو حق ہے اپنی صنعت میں تصرف کا اور جب تک صانع نہ چاہے تو کسی کی مجال نہیں کہ اس کائنات کا بال بھی بینکا کر سکے؟ تو آپ نے اللہ کا وجود۔ اس کا زندہ کرنے والا ہونا اور مارنے والا ہونا۔ ان سب کی دلیل آپ نے اپنے اندر سے نکال لی۔ اس کے لیے آپ کو باہر جانا نہیں پڑا اگر آپ کسی شخص کو اپنے بدن میں داخل کر لیں اور یہ کہیں کہ بھئی دیکھو تو یہ روح بدن میں کس جگہ پر ہے اس کا رنگ کیسا ہے؟ کالی ہے گوری ہے۔ یا زرد رنگ کی ہے؟ تو وہ شخص تمام جسم میں روح کو تلاش کرنے کے بعد کہے گا کہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ موجود ہے۔ مگر نہ وہ کالی ہے نہ گوری ہے نہ زرد ہے نہ سبز ہے یعنی بدن کے سارے رنگ و بو کی نمود تو روح سے ہے مگر روح ان تمام رنگ و بو سے پاک ہے اس کا کوئی رنگ ہی نہیں وہ بے عیب اور بے رنگ ہے تو جب آپ کی کائنات میں آپ کی کائنات کا مدبّر ہر عیب اور ہر رنگ سے پاک ہے تو اس ساری کائنات کا مدبّر جس سے سارے الوان اور رنگ قائم ہیں۔ کیوں ہر رنگ اور ہر عیب سے پاک نہ ہو؟ وہ بے چون و بے چگون ہے۔ تو آپ ہی کے وجود کے اندر سے اللہ کی بے چونی و بے چگونی کی دلیل بھی نکلتی ہے۔ لہٰذا باہر سے دلائل لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ کہیں گے کہ ذرا تلاش کر کے دکھاؤ کہاں ہے اس کا مسکن۔ دماغ ہے دل ہے۔ سر ہے۔ پاؤں میں یا ناخنوں میں ہے اس کا مقام وہ سارے بدن کو دیکھ کر کہے گا میں تو ذرے ذرے میں اس کا جلوہ دیکھتا ہوں۔ یہ نہیں کہ وہ قلب کے اندر ہے۔ دماغ کے اندر ہے یا جسم کے کسی اور حصہ میں ہے۔ وہ جس طرح قلب میں ہے اسی طرح ناخن میں بھی ہے جس طرح دماغ میں ہے اسی طرح بازوؤں میں بھی ہے سب چیزوں میں تصرف کرتی ہے یہ نہیں کہ وہ دل میں ہے یا دماغ میں ہے یا سانس میں ہے۔ معلوم ہوا کہ مکان کا محتاج نہیں وہ۔ سارے مکانات اس کے دم سے قائم ہیں اس ساری کائنات کا مدبّر کسی ایک مکان میں نہیں اور ہر مکان میں موجود ہے۔ وہ جیسے فرش پر ہے ویسے ہی عرش پر ہے جیسے مکان میں ہے ویسے ہی مکین میں جیسے شرق میں ہے ویسے ہی غرب میں ہے۔ جیسے جنوب میں ہے ویسے ہی شمال میں ہے۔ تم جہاں بھی ہو وہاں خدا موجود ہے۔

بہرحال! اس کا وجود اس کی صفات اسکی بےچونی اس کی بےچگونی کے لیے کہیں باہر سے دلائل تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی بلکہ تمام دلائل اپنے ہی وجود میں مل گئے۔ اگر آپ اسی شخص سے یوں کہیں جو آپکے بدن میں گھس رہا ہے کہ دو روحیں ہیں جو اس کارخانے کو چلا رہی ہیں تو وہ یہ کہے گا کہ میں تو ایک ہی کا جلوہ دیکھتا ہوں۔

اگر بدن کے اندر دو روحیں کارفرما ہوں تو ایک کہے گی میں بیمار رکھنا چاہتی ہوں۔ دوسری کہے گی میں تندرست رکھنا چاہتی ہوں۔ ایک کہے گی میں زندہ رکھنا چاہتی ہوں۔ دوسری کہے گی میں مارنا چاہتی ہوں اس کشمکش میں بدن تو پاش پاش ہو جائے گا۔ اسی طرح سے اگر کائنات میں کئی معبود متفرق ہوتے تو یہ کائنات پاش پاش ہو جاتی اور یہ عالم کب کا نیست و نابود ہو جاتا۔ ایک خدا کہتا میں اسے زندہ رکھنا چاہتا ہوں۔ ایک کہتا میں تو مارنا چاہتا ہوں۔ ایک کہتا میں اسے آباد رکھنا چاہتا ہوں۔ ایک کہتا میں برباد کرتا اور اجاڑتا چاہتا ہوں۔ ایک کہتا میں فلاں کو زندگی دینا چاہتا ہوں۔ ایک کہتا میں موت دینا چاہتا ہوں کبھی بگڑتی کائنات کبھی بنتی اور دونوں کو لڑائی میں فرصت نہ ہوتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس ساری کائنات کا مدبّر ایک ہی ہے۔

اگر بدن کی کائنات میں دو مدبر کارفرما نہیں ہو سکتے تو اس کائنات میں دو مدبّر کیسے ہو سکتے ہیں۔ للہذا توحید کی دلیل بھی آپ کے وجود ہی سے نکل آئی۔ کہیں باہر سے لانی نہیں پڑی۔ اگر آپ کہیں کہ وہ کس جگہ بیٹھی ہے تو جواب یہی ملے گا کہ کوئی مکان نہیں ہے ہر جگہ موجود مگر پھر بھی بعض چیزوں سے تعلق کم ہے بعض سے زیادہ جو قلب اور دماغ سے تعلق ہے وہ انگلیوں سے نہیں ہے جو انگلیوں سے ہے وہ ناخنوں سے نہیں ہے۔ جو ناخنوں سے ہے وہ بالوں سے نہیں ہے۔ تعلق سب سے ہے مگر تعلقات میں فرق ہے۔ اسی طرح خدا رب العزت ساری کائنات میں جلوہ فرما ہے۔ مگر جو تعلق بیت اللہ سے ہے وہ عام مسجدوں سے نہیں ہے۔ جو تعلق مسجدوں سے ہے وہ عام گھرانوں سے نہیں ہے جو تعلق محض گھرانوں سے ہے وہ افتادہ زمینوں سے نہیں ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ رب العزت کا جو تعلق بیت اللہ سے ہے وہ عام مساجد سے نہیں ہے جو عام مساجد سے ہے وہ عام مقامات مقدسہ سے نہیں ہے اور جو عام مقامات قدسیہ سے ہے وہ عام افتادہ زمینوں سے نہیں ہے۔ ہر جگہ جلوہ موجود ہے مگر تعلقات میں تفاوت ہے یہاں زیادہ وہاں اس سے زیادہ وہاں کم، یہاں اس سے کم۔

خدا کے وجود کی بےچونی و بےچگونی کی اور تعلقات کی نوعیتوں کی تمام دلیلیں اپنی ہی ذات میں موجود ہیں۔ اس لیے فرمایا ہے کہ اپنی قدرت کی نشانیاں ہم نے انفس و آفاق میں رکھ دی ہیں۔ باہر کے جہان میں بھی اور تمہارے اندر کے جہان میں۔ تاکہ اس کی ذات کی پہچان ہو جاتے۔ اس کے کلام کی سچائی ظاہر ہو جاتے۔ قرآن کریم جو دلائل پیش کرتا ہے وہ واضح اور مبرہن ہیں اسی لیے تفکر اور تدبّر کا قرآن نے ذکر کیا ہے۔ محسوس طور پر آپ اس کو نہیں معلوم کر سکتے۔ مگر ایمانی طور پر آپ کا فکر بتلائے گا کہ کوئی ہے پیدا کرنے والا۔ وہ کیسا ہے؟ کیا شان ہے اس کی؟ یہ عقلی چیز نہیں ہے یہ اللہ کے رسول بتاتے ہیں کہ اس کی شانیں کیسی ہیں کمالات الٰہیہ بے شمار و بے انتہا ہیں۔

اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے زمین و آسمان کا پیدا کرنا۔ تمہارے رنگوں کے اندر اختلاف ڈال دیا۔ کہ اوپر سے جا کر ماں بھی ایک باپ بھی ایک مگر ہزاروں رنگ ہیں کوئی کالا، کوئی گورا کوئی پیلا، کوئی مٹیالا۔ الغرض رنگ رنگ کے آدمی ہیں۔ تمہاری زبانوں میں بھی اختلاف ہے ہر جانور کی ایک بولی ہو گی۔ کہیں کا ہو۔ طوطا ٹیں ٹیں ہی کرے گا خواہ کہیں کا ہو۔ ہندوستان کا ہو۔ پاکستان کا ہو۔ عرب کا ہو ترکی کا ہو وہی ٹیں ٹیں۔ مور کی بھی ایک ہی بولی ہو گی کسی بھی ملک کا ہو۔ بلّی ہے اس کی بھی ایک ہی بولی ہے کسی بھی ملک کی ہو وہ میاؤں میاؤں ہی کرے گی۔ یہ تمہارے لیے ہے کہ ہندوستان کی اور زبان پاکستان کی اور زبان، بختونستان کی اور زبان، ترکستان کی اور زبان ایک ملک کا آدمی نہیں سمجھتا دوسرے کی زبان کو۔ ہزاروں لاکھوں زبانیں ہیں۔ ہر جانور کی ایک زبان مگر یہ عجیب جانور ہے کہ لاکھوں افراد اور لاکھوں زبانیں یہ سوائے قدرت کی نشانیوں کے اور کیا ہے؟ وہ ہے طبعی زبان کہ خود بخود اللہ ان کے دلوں میں ڈالتا ہے اور یہ ہیں اختیاری زبانیں علم کے طور پر سیکھ کر آدمی حاصل کرتا ہے۔ تو زبانوں کے اندر اختلاف قدرت کی نشانیاں ہیں صورتوں کا اختلاف قدرت کی نشانیاں ہیں۔ طبیعتوں کا اختلاف اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اسی کو فرمایا کہ زمین و آسمان کا اختلاف، ہوائیں چلنے کا اختلاف۔ یہ سب قدرت کی نشانیاں ہیں مگر کن کے لیے عقلمندوں کے لیے۔ جانوروں کے لیے نہیں۔ بیل کو دیکھیے ساری چیزوں کو دیکھتا ہے۔ رات دن کو بھی دیکھتا ہے مگر اسے کوئی بلندی حاصل نہیں ہوئی کوئی علم نہیں پیدا ہوتا۔ اس کے قلب میں اس کی آنکھ ہی آنکھ کام کرتی ہے اس کا قلب اس قابل نہیں ہے

پختہ و پائیدار

بالٹیاں

جدید کنڈاجات، مضبوط سنگل، اعلیٰ سریا، اور جدید قسم کے لوہے کا سامان
بارعایت خریدنے کیلیے
تشریف لائیں

نیز ہمارے ہاں پختہ عمارتی رنگ بھی دستیاب ہے

حافظ آئرن سٹور
ہسپتال روڈ، ٹبہ سلطان پور، ضلع ملتان

مشاہیر اسلام

اخگر نعمانی بصیرپوری

شیخ الاسلام حضرت السید حسین احمد مدنی ؒ

مدینہ منورہ کے مقدس شہر میں ایک نوجوان ہندی عالم دین آیا ہوا ہے۔ ذکر و فکر اور تعلیم و تعلّم اس کا خاص مشغلہ ہے۔ دربار رسالت مآب میں جب یہ نوجوان صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے تو دل دماغ پر عجیب بے خودی اور از خود رفتگی سی چھا جاتی ہے۔ سراپا اشتیاق اور جذب و محبت سے سرشار اس نوجوان کی زبان سے جب درود و سلام کے الفاظ ادا ہوتے ہیں تو ہر طرف سُرور آگیں سی فضا چھا جاتی ہے۔ ایک روز جب یہی نوجوان بے خودی اور والہانہ شیفتگی کے انداز میں صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے تو روضۃ المطہر سے "وعلیکم السلام یا ولدی" کے الفاظ میں جواب آتا ہے تو ہر طرف حیرت و استعجاب سا چھا جاتا ہے۔ ہر شخص حیران ہے کہ ایک ہندی زادے کا مقام اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ تعلق یہ بات جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل جاتی ہے، ہر محفل میں اسی بات کا تذکرہ ہے، ہر مجلس میں اسی بات کا ذکر ہے کہ ہندوستان سے ایک عالم دین مولانا مشتاق احمد ابیٹھوی فریضہ حج کی ادائیگی اور زیارت حرمین شریفین کے لیے حجاز مقدس پہونچے تو دربار رسالت مآب میں حاضری کے لیے مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے اور وہاں مشائخ کی ایک محفل میں اس بات کا تذکرہ سُنا تو دل و دماغ پر عجیب و غریب اثر ہوا۔ دل فرط انبساط سے جھوم اٹھا اور پھر اس ہندی نوجوان کی جستجو شروع کردی۔ تاکہ اس محبوب بارگاہ رسالت آب کی زیارت کا شرف حاصل ہوسکے اور اس واقعہ کی تصدیق و تحقیق ہوسکے۔ تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ وہ ہندی نوجوان سید حبیب اللہ مہاجر مدنی ؒ کے صاحبزادے اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن ؒ کے تلمیذ رشید ہیں۔ آپ اس نوجوان کے پاس پہونچے اور اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا۔ پہلے تو اس نوجوان نے سکوت اختیار فرمایا۔ لیکن جب اصرار زیادہ بڑھا تو انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق فرمادی۔ یہ نوجوان تھے السید حسین احمد مدنی جنہیں ایک زمانہ نے عارف دین حق شیخ العرب والعجم اور شیخ الاسلام تسلیم کیا۔

آپ شیخ الہند مولانا محمود الحسن ؒ کے تلمیذ رشید اور سچے جانشین تھے۔ آپ نے روضۂ اطہر کے سامنے بیٹھ کر اٹھارہ سال درس حدیث نبوی ﷺ دیا، جس سے اطراف و اکناف عالم کے ہزارہا عُلماء و فضلاء نے فیضان و عرفان حاصل کیا اور حضرت مدنی کو شیخ العرب کا لقب ملا۔ آپ جامع الصفات انسان تھے۔ آپ جہاں بحر علوم کے ایک نامور شناور تھے وہیں ایک عظیم شیخ طریقت بھی۔

ایک دفعہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدظلہ العالی نے آپ سے شکوہ کیا کہ آپ آزادئ وطن کے لیے تو بہت سعی فرمارہے ہیں، لیکن طریقت کی دولت جو اکابرین نے آپ کے حوالے کی تھی، اس کی تقسیم کے سلسلے میں آپ نے کیا کیا؟ لیکن جب آپ نے چند سالکان راہ طریقت کے مکتوبات دکھائے جو حضرت مدنی ؒ کی زیر ہدایت سلوک منازل طے کر رہے تھے تو آپ کا شکوہ ختم ہوگیا۔ اور شکوہ کی جگہ حیرت و استعجاب نے لے لی کہ وہ شخص جسکے اوقات حیات کا بیشتر حصہ تحریک استخلاص وطن کے سلسلہ میں صرف ہوتا ہے وہ طریقت کی راہوں میں بھی اتنے طویل سفر طے کرا سکتا ہے۔

آپ قیام مدینہ منورہ کے دوران بارگاہ رسالت مآب میں صلوٰۃ و سلام پیش کرتے عجیب وارفتگی اور بے خودی آپ کے دل و دماغ پر چھا جاتی۔ چنانچہ آپ کبھی جنگل میں اور کبھی مسجد الاجابہ کے قریب کھجوروں کے جھنڈ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کے نام کی ضربیں دل پر لگاتے۔ کبھی کسی وادی میں جاکر اوراد و وظائف سے قلب و نظر کی تشنگی کا سامان کرتے اور کبھی ذکر و فکر سے دل تشنہ کی پیاس بجھاتے۔

رب ذوالجلال کے ذکر اور حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کی برکت سے مبشرات اور رویا رصالحہ کا سلسلہ شروع ہوا تو بے حجاب زیارت اور صلاۃ وسلام کے جواب میں وعلیکم السلام یا ولدی کے جواب سے مشرف ہوئے۔

ایک روز آپ اردو شعروں کی ایک کتاب پڑھ رہے تھے کہ اچانک یہ مصرعہ سامنے آگیا:

ع: ہاں اے حبیب رُخ سے ہٹادو نقاب کو

تو بے خود ہوکر اٹھے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں صلوٰۃ و سلام کے بعد نہایت بے قراری کے عالم میں یہ مصرعہ پڑھنا شروع کردیا، اور شوق دیدار میں جہاں دل تڑپ رہا تھا وہیں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں کہ کچھ دیر بعد آپ کو عین بیداری میں نظر آیا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ آپ کا روئے اقدس بہت چمک رہا تھا۔

"اس عارف رموز دین محمدی" کو نہ صرف حضور پاک ؐ کی ذات اقدس سے بے پناہ اور

باقی ص ۱۶ پر

جناب مشتاق احمد صاحب
ہیڈ ماسٹر ہائی سکول صادق آباد ضلع رحیم یار خان

حضرت امام بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ

ابوعبداللہ کنیت، اسم گرامی محمد ہے۔

سلسلۂ نسب

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ۔
البخاری الجعفی!

آپ کے جد اعلیٰ بردزبہ فارس کے رہنے والے تھے۔ مجوسی مذہب کے پیروکار تھے۔ انھوں نے زندگی کے آخری سانس اسی مذہب پر پورے کیے۔ اسلام کی جاودانی نعمت سے خالی دامن دار المحن سے رخت سفر باندھا اور ہمیشہ کے لیے عالم دنیا سے روپوش ہو گئے۔

امام صاحب کے جد امجد حضرت مغیرہ اس خاندان کے پہلے درخشندہ ستارے ہیں جن کا قلب نور ایمان کی ضوفشانی سے منور ہوا۔ آپ مجوسیت سے تائب ہو کر امیر بخارا یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

عرب میں دستور تھا کہ جو شخص جس آدمی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا اسی کی نسبت سے مشہور ہو جاتا تھا۔ امام موصوف یمان جعفی کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئے تھے، اس لیے آپ کو جعفی کے لقب ہی سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے دادا ابراہیم کے بارے میں تاریخ خاموش ہے، البتہ آپ کے والد بزرگوار حضرت اسماعیل اپنے دور کے معتبر محدثین شمار ہوتے ہیں۔ ان کا شمار چوتھے درجے کے محدثین میں ہوتا ہے۔ امام مالکؒ اور حمادؒ جیسے محدثین سے تلمذ اور ابن مبارک جیسے جلیل القدر ائمہ کی صحبت امام موصوف کی ثقاہت پر برہان قاطع ہے۔ ایسے والد ماجد کے فضل و کمالات پر امام بخاریؒ کا تاریخ کبیر میں فخر کرنا کیونکر بجا نہو؟۔

"ذالك فضل الله يوتيه من يشاء"

تاریخ ولادت : نماز جمعہ کے بعد ١٣ شوال ١٩٤ھ کو بخارا میں علوم نبوت کا یہ شمس منیر طلوع ہوا۔ ان دنوں بخارا خلفاء عباسیہ کے زیر سیادت تھا۔

قد و قامت : آپ کمزور جسم کے تھے نہ بہت زیادہ دراز اور نہ ہی اتنا کوتاہ پست کہ برا معلوم ہو، بلکہ آپ کا قد اوسط درجے کا تھا، اگر یہ کہا جائے کہ پروانۂ انوار نبوت کا قد:

خير الامور اوسطها

کی عملی تفسیر تھا تو بے جا نہ ہوگا—!

آپ کی بینائی کا دوبارہ مل جانا!

امام محترم ابھی دنیا میں اچھی طرح آنکھیں کھولنے ہی نہ پائے تھے کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔ شفیق ماں کو اپنے لخت جگر کی بصارت کے زائل ہونے کا سخت صدمہ ہوا۔ بارگاہ خداوندی میں نہایت عجز و انکساری سے دعائیں مانگیں۔ آخر ماں کی دعائیں تھیں، قادر مطلق کی رحمت جوش میں آئی۔ در استجابت وا ہو گیا۔ ایک رات گریہ زاری کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ ابراہیم خلیل اللہ نے خواب میں بشارت دی کہ تیری دعا قبول ہو گئی اور تیرے نور نظر کو پھر نور بصر عطا کر دیا ہے۔

صبح اٹھیں تو لخت جگر کی آنکھوں کو روشن پایا۔

ایام طفولیت اور ابتداء تعلیم و قوت حافظہ

ابھی کھیل کود کے دن نہ ہوئے تھے کہ والد ماجد علوم نبوت کے محافظ و امین کو اپنی یادگار چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے گئے—؛ والدہ ماجدہ جن کی توجہ پر آیندہ کی ترقی کا انحصار تھا انہوں نے اپنے دُرِ یتیم کی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

والدہ محترمہ کی زیر نگرانی

والدہ محترمہ کی زیر نگرانی آپ نے نشوونما پائی اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو بچپن ہی سے احادیث یاد کرنے کا شوق تھا۔ چنانچہ دس برس کی عمر میں یہ حالت تھی کہ جہاں کوئی حدیث سنتے یاد کر لیتے۔ تاہم اس دور کے تعلیمی دستور کے مطابق آپ نے مکتب میں ابتداء علم فقہ پر توجہ دی۔ اس سلسلہ میں ابن مبارک اور امام وکیع کی تصانیف کا مطالعہ کیا۔ پندرہ برس کی عمر میں فقہ کی تعلیم سے فارغ ہو کر اس مقدس فن کی طرف توجہ مرکوز کر دی جو آپ کی سرپرستی کا انتظار کر رہا تھا۔ چنانچہ یہ معلوم ہونے پر کہ بخارا میں داخلی علماء حدیث میں سے ہیں، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک داخلی اپنے نسخہ میں سے شاگردوں کو حدیث سنا رہے تھے ان کی زبان سے نکلا" سفيان عن ابي الزبير عن ابى ابراهيم" امام بخاری فوراً بول اٹھے کہ:

"حضرت! ابوالزبیر ابراہیم سے روایت نہیں کرتے"

داخلی امام نے جب اس کے تسلیم کرنے سے انکار کیا تو یہ فیصلہ ہوا کہ اصل نسخہ دیکھ لیا جائے۔ چنانچہ داخلی اصل نسخہ کو دیکھ کر مکان سے باہر تشریف لے گئے اور فرمایا: "میں نے اس وقت جو پڑھا تھا

وہ واقعی غلط تھا۔ آپ بتایئے صحیح کیا ہے؟: اس پر امام بخاریؒ نے فرمایا :

> " وسفیان عن الزبیر بن عدی
> عن ابراہیم "

داخلی حیران ہوتے اور فرمایا واقعۃً صحیح یہی ہے اور قلم اٹھایا اور اپنے نسخہ کی تصحیح فرمائی۔

یہ واقعہ امام بخاریؒ کی ۱۱ برس کی عمر میں پیش آیا۔ جب آپ کی عمر مبارک سولہ برس کی ہوئی تو آپ نے عبداللہ بن مبارک اور امام وکیع کی جمع کی ہوئی حدیثیں یاد کر لی تھیں۔ حاشد بن اسماعیل جو بخاری کے زمانہ کے محدث ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ مشائخ بخارا کی خدمت میں ہمارے ساتھ جایا کرتے تھے اس وقت یہ نوخیز تھے۔ آپکے پاس قلم دوات نہیں ہوتی تھی۔ ہم انہیں ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ جب تم لکھتے نہیں ہو تو خوامخواہ اپنا وقت کیوں ضائع کرتے ہو؟ اس طرح سولہ دن گذر گئے، سولہ دن بعد بخاریؒ نے تنگ آکر فرمایا :

" تمہاری مذمت حد سے ہو گئی ہے۔ لاؤ اب تک آپ لوگوں نے کیا لکھا ہے۔ اس وقت ہم پندرہ ہزار حدیثیں لکھ چکے تھے۔ ہم نے اپنے مسودات لاکر رکھے۔ تو امام بخاری نے وہ سب کی سب زبانی یاد سنا دیں۔ ہمیں انکی یاداشت سے اپنے اپنے نسخوں کی تصحیح کرنا پڑی۔ فرمایا تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں عبث اور بے فائدہ سرگردانی کرتا ہوں "

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ آئندہ ان کا کوئی مقابل و ہمسر نہ ہوگا۔ خطیب بغدادیؒ نے جو امام بخاریؒ کی زبانی ان سے یہ بات نقل کی ہے کہ مجھے بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ نے حفظ حدیث کے لیے بنایا تھا۔ ان واقعات کی روشنی میں یہ بات کس قدر سچ ثابت ہوتی ہے۔

امام صاحب کی شہرت

امام صاحب کے فضل و کمالات کی شہرت ان کے فارغ التحصیل ہونے سے پیشتر ہی اکنافِ عالم اور دُور دراز علاقوں میں پہونچ چکی تھی۔ حفظ حدیث میں ان کا مقام اس قدر اعلیٰ و ارفع تھا کہ بڑے بڑے محدثین مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ جب امام موصوف تحصیل علوم سے فارغ ہوئے تو ان کی شہرت نے اس قدر ترقی کر لی تھی کہ دور دور سے لوگ حدیث پڑھنے کے لیے خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ آئمۂ حدیث دورانِ درس میں امام صاحبؒ کو اپنی مسند خاص پہ جگہ دینے میں فخر محسوس کرتے۔ احمد بن حنبل جیسے جلیل القدر امام نے تو یہاں تک فرمایا کہ :

> " سرزمین خراسان نے محمد بن اسماعیل
> جیسا کوئی شخص نہیں پیدا کیا " ؛

یوسف بن موسیٰ نے بصرہ میں امام صاحب کی وسعتِ علمی اور شہرت کو یوں بیان کیا ہے :

" ایک بصرہ کی گلیوں میں اعلان ہوا کہ اے علم نواز لوگو! آج کل ابوعبداللہ محمد بن اسماعیلؒ بصرہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ مشتاقینِ زیارت جامع مسجد میں حاضر ہو جائیں۔ یہ سن کر میں بھی مسجد پہونچا۔ مسجد میں بہت سے علماء موجود تھے۔ ادھیڑ عمر کا ایک شخص ستون کی آڑ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بخاری یہی ہیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حاضرین نے درخواست کی کہ آج حدیث سے متعلق خطبہ دیں۔ امام صاحبؒ نے اس درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا۔ شہر میں اعلان ہونا تھا کہ لوگ جوق در جوق مسجد میں جمع ہونے لگے۔ حاضرین کی تعداد ہزار کے لگ بھگ ہوئی تو امام صاحبؒ کھڑے ہوئے اور یوں بیان کرنا شروع کیا کہ :

> " اے علماء بصرہ! آج میں تمہارے
> سامنے وہ حدیثیں پیش کروں گا جن کے
> راوی تمہارے شہر کے ہیں، لیکن تمہیں
> ان کی خبر نہیں "

اس کے بعد انہوں نے جتنی روایتیں بیان کیں ان کے سب کے سب راوی بصرہ کے تھے۔ "

جلالت قدر

ابراہیم خواص کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو امام بخاریؒ کے سامنے بچوں کی طرح علل حدیث دریافت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ دارمیؒ جو عمر میں امام بخاریؒ سے بڑے تھے جن کے علم کا امام بخاریؒ کو خود اعتراف تھا، ان کی شہادت امام بخاریؒ کے بارے میں یہ ہے : "بخاری ہم سب میں بڑے عالم، فقیہ اور علم کے لیے سب سے زیادہ جفاکش ہیں۔ ایک دفعہ امام دارمی سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا گیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ امام بخاریؒ اس کو صحیح فرماتے ہیں۔ بے ساختہ ان کی زبان سے یہ نکلا :

> " بخاریؒ فنِ حدیث میں مجھ سے بڑھ کر
> بصیرت رکھتے ہیں، مخلوق خدا میں سب
> سے بڑھ کر عقل مند ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے
> اوامر و نواہی کو انہوں نے خوب سمجھا ہے
> جب قرآن پڑھتے ہیں تو ہمہ تن اس کے
> معنی سمجھنے میں غرق ہو جاتے ہیں اور اس
> کے امثال، اور حلال و حرام کو اس طرح
> سمجھتے ہیں کہ کیا کہنا "! ۱۲ (مقدمہ بخاریؒ)

امام بخاریؒ کی تیزیٔ ذہن، قوت حافظہ، وسعتِ معلومات اور علومِ حدیث میں دقتِ نظر کا ثمرہ تھا کہ اس زمانے کے وہ علماء جن کے گرد و پیش طلباء کی بہت بڑی جماعت رہتی تھی اور فضل و کمالات کے اعتبار سے خود امام فن ہونے کی حیثیت کے مالک تھے، اپنے مجموعہ حدیث کو امام صاحبؒ کے سامنے پیش کرنے میں فخر محسوس کرتے اور جس مجموعہ کو امام بخاری صحیح تسلیم کر لیتے تو صاحب مجموعہ فخریہ لہجہ میں یہ کہتا :

> " ہماری ان حدیثوں کو محمد بن اسماعیلؒ
> نے صحیح تسلیم کیا ہے "

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب امام بخاریؒ جیسے نقاد کسی حدیث کو صحیح تسلیم کر لیں تو پھر اس حدیث کی صحت میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔؟

امام موصوفؒ کی جلالت قدر اور وسعت علمی کو دیکھ کر اکثر علما نے یہ کہا :

> " امام بخاری خدا کی نشانیوں میں سے ایک
> نشانی ہیں جو زمین پر چلتی پھرتی نظر آتی ہے

خدا نے ان کو صرف خدمتِ حدیث کے لیے پیدا فرمایا ہے۔"

انما ھو اٰیۃ من اٰیات، اللہ
تمشی علی وجہ الارض
ماخلق الا للحدیث۔"

پرہیزگاری اور تقویٰ

اس بارے میں امام موصوف کا اپنا قول سن کر آپ ان کی پرہیزگاری کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

امام بخاری فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کسی شخص کی غیبت کا سوال نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ میں نے بفضل اللہ کسی کی غیبت نہیں کی۔

سبحان اللہ کس قدر تعفف اور ورع تھا۔ خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ (آمین)

تحصیل علم کے لیے مختلف بلاد کا سفر!

یوں تو امام محترم نے حصول علم اور علماء کی زیارت کی غرض سے بہت زیادہ مقامات و بلاد کے دور دراز سفر کیے ہیں، مثلاً مصر و شام میں بغرض طلب حدیث دو دفعہ تشریف لے گئے۔ حجاز مقدس میں متواتر چھ برس تک قیام رہا۔ بصرہ میں چار بار گئے اور بعض مرتبہ پانچ پانچ سال تک قیام رہا۔ کوفہ و بغداد جو اس دور میں علماء کا مسکن تھا۔ اس کے متعلق خود امام صاحب کی زبانی۔ سنیے امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں فلاں جگہ اتنی بار گیا مصر اتنی بار گیا، شام میں اتنا عرصہ قیام رہا، کوفہ میں اتنی بار گیا ہوں کہ شمار سے باہر ہے۔ غالب ٦٠، ٦١ کی بات ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ العالی نے دوران حدیث امام بخاری کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں ایک سال جب حج کے لیے گیا تو وہاں ایک نوجوان عالم سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے امام بخاری کے متعلق مجھے کتاب دکھائی جس میں امام ابوحنیفہ کی حدیث سے ناواقفیت کا اظہار کیا گیا تھا وہ عالم مجھ سے تقریظ لکھوانا چاہتے تھے۔ میں نے جب یہ دیکھا تو اس کے حاشیہ پر یہ بات لکھی کہ اگر کوفہ میں جو امام ابوحنیفہؒ کا مولد و مسکن ہے حدیث کا کم رواج تھا۔ بنابریں امام ابوحنیفہ حدیث کا علم حاصل نہ کر سکے تو امام بخاری کیوں کہنے پر مجبور ہیں۔

"لا تحصی کم مرۃ دخلت الکوفۃ"

کوفہ میں میرا آنا جانا شمار سے باہر ہے۔

امام موصوف کے تمام اسفار سے زیادہ مشہور سفر نیشاپور کا ہے۔ اس دور میں نیشاپور کو اگر ریاست علم الحدیث کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ امام مسلم اور ان کے استاد امام محمد بن یحییٰ ذہلی جیسے محدث اسی خاک سے اٹھے تھے جن کی شہرت علمی نے تعلیم و تدریس کی دنیا میں تہلکہ مچا رکھا تھا۔ اکناف عالم سے علماء حدیث یہاں آیا جایا کرتے تھے۔ ان بڑے بڑے جہابذ علم اور فنون حدیث کے آئمہ کی موجودگی میں امام بخاری کا وہاں جانا اور اپنے فضل و کمالات کا سکہ بٹھانا ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ امام بخاریؒ کا جس شان سے نیشاپور میں استقبال کیا گیا۔ امام مسلم اس منظر کی روداد کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"امام بخاریؒ جب نیشاپور میں تشریف لائے تو اس دھوم دھام سے انکا استقبال کیا گیا کہ ما والیانِ ملک اور سلاطینِ زمانہ کو بھی نصیب نہ ہوگا۔"

امام بخاریؒ نیشاپور پہونچ کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ علماء شہر اکثر اوقات حاضر ہوا کرتے تھے اور امام صاحب کی معلوماتِ حدیث سے فیض یاب ہوتے تھے۔ خود امام مسلمؒ کا یہ حال تھا کہ امام صاحبؒ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی، جس میں امام مسلمؒ نہ ہوں۔ ایک روز امام صاحب کی جامعیت اور تبحر علمی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بے اختیار پیشانی کا بوسہ دیا۔ اور جوش میں آکر کہا:

"اے ملک، حدیث کے بادشاہ!
مجھے اجازت دیجیے کہ میں قدم بوسی
کا شرف حاصل کر دوں۔"

دعنی اقبل رجلک یا
امیر المنین فی الحدیث!

امام محمد بن یحییٰ ذہلی، امام مسلم کے استاد نیشاپور کے مشہور محدث تھے۔ انہوں نے اپنے تمام شاگردوں کو حکم دیا تھا کہ امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ امام موصوف کی شہرت اور فضل و کمالات کا اس قدر چرچا ہوا کہ امام ذہلی جیسے بزرگوں کی مجلسیں بے رونق ہو گئیں۔

امام ذہلی کا ایک مسئلہ پر امام بخاری سے ناراض ہونا اور امام مسلمؒ کا اپنے استاذِ محترم کو چھوڑ کر امام بخاریؒ کی صحبت اختیار کرنا ——

اتفاقاً امام ذہلیؒ اور امام بخاریؒ میں خلق قرآن کے سلسلہ میں اختلاف ہو گیا۔ ہوا یوں کہ امام ذہلیؒ اور امام بخاریؒ ایک مجلس میں جمع تھے ایک شخص نے امام بخاری سے مسئلہ دریافت کیا۔ امام بخاری ابتداً خاموش رہے، لیکن اس کے مجبور کرنے پر امام صاحب نے مجبور ہو کر جواب دیا: قرآن کلام الٰہی ہے اور غیر مخلوق ہے اور جو الفاظ ہماری زبان کی حرکت سے نکلتے ہیں وہ ہمارے الفاظ ہیں اور ہمارے الفاظ ہماری زبان کی ایک حرکت ہے۔ اس لیے یہ ہمارا ایک فعل ہے اور ہمارے افعال مخلوق ہیں۔ امام بخاریؒ کی زبان سے سنیے:

القرآن کلام اللہ غیر مخلوق
ولفظی بالقرآن الفاظنا
والفاظنا من افعالنا
وافعالنا مخلوق!

امام صاحب نے ان مختصر لفظوں میں بحث کا فیصلہ کر دیا تھا، لیکن دقیق جواب کو عوام سمجھ نہ سکے۔ اس لیے اس واقعہ کو اس قدر طول دیا کہ آپ کی ہر دلعزیزی میں فرق آگیا، لیکن دقیقہ رس اور نکتہ سنج لوگ اس جواب کی تہہ تک پہونچ گئے

ان کی گردنیں مزید احترام سے جھک گئیں۔ انہیں لوگوں میں سے امام مسلم بھی تھے۔ امام صاحبؒ کے اس جواب سے امام ذہلیؒ ناراض ہوگئے۔ چنانچہ انہوں نے ایک روز یہ فرمایا کہ اس مسئلہ میں جو امام بخاریؒ کا ہمنوا ہے ہماری مجلس میں نہ آیا کرے۔ امام مسلمؒ نے یہ سنا تو فوراً اور وہ تمام نوشتے خادم کو دیکر واپس کر دیئے جن میں امام ذہلی کی تقریریں قلمبند تھیں

خودداری

امام بخاریؒ کی خوداری کا یہ عالم تھا کہ عمر بن حفص اشتراکیؒ راوی ہیں کہ بصرہ میں امام صاحب ہمارے ساتھ علم حاصل کرتے تھے۔ ایک درس میں حاضر نہ ہوئے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کے پاس تن پوشی کے لیے کپڑے نہیں ہیں، لیکن امام موصوف نے اس موقع پر بھی اپنی فطری غیرت کی قربانی برداشت نہ کی اور اپنے بے تکلف رفقاء سے اس راز کو راز ہی کے درجے میں رکھا۔ ان کا یہ حال دیکھ کر فوراً کپڑے مُہیّا کیے گئے۔ بعدازاں امام صاحبؒ پابندی سے درس میں حاضر ہونے لگے۔ غالباً شیخ سعدیؒ نے ذی عزم لوگوں کا بوقتِ احتیاج وضرورت نرم پالیسی اختیار کرلینے پر یہ کہا تھا کہ ؎ :

آن کہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

لیکن بخاری علوم نبوت کا پاسبان الوالعزم لوگوں کا سرخیل نکلا۔

دربار شاہی کی رونق ہر شخص کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے، لیکن یہ بخاری تھا کہ الفقر فخری پر عمل کرتے ہوئے جب امیرِ بخارا خالد بن احمد نے درخواست کی کہ اس کے مکان پر آکر اس کے بیٹوں کو جامع، تاریخ اور دوسری کتابوں کا درس دیں تو بخاری نے جواب دیا۔ یہ حدیث کا علم ہے۔ مَیں اسکو ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔ اگر آپ کو غرض ہے تو آپ اپنے بیٹوں کو میری مجلس میں بھیج دیا کریں، تاکہ دوسرے طلباء کی طرح وہ بھی حدیث کا علم حاصل کریں۔ امیر نے کہا کہ آپ صرف اتنا کرلیں کہ جب میرے بیٹے آئیں تو اس وقت مجلس میں دوسرے طلبا نہ ہوں۔ میرے دربان دروازوں پر تعینات رہیں گے۔ مَیں برداشت نہیں کر سکتا کہ جُولاہوں اور دھنیوں کی اولاد کے ساتھ میرے بیٹے پڑھیں بخاری نے اس کو بھی قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اور فرمایا :

" یہ علم پیغمبر کی میراث ہے۔ اس میں امت شریک ہے۔ کسی کو کوئی خصوصیت نہیں "

اس واقعہ سے امیر بخارا اور امام بخاریؒ میں رنجش پیدا ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بخاریؒ کو بخارا چھوڑنا پڑا۔ خلاصہ یہ ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا علم دربدر مارے مارے پھر کر ہزاروں مصائب جھیل کر حاصل کیا اور جب اس بے بہا خزانہ کو اپنے سینے میں جمع کرلیا تو اپنے مورث اقدس کی طرح ہر خاص وعام کے سامنے اسکو بے منت لٹا دیا۔ اس کی خود عزت کی۔ دنیا کی نظروں میں اس کا احترام قائم کیا اور اسی کے احترام کی خاطر وطن سے بے وطن ہوئے۔ جان دے دی، مگر علم کی آن بان اسی طرح قائم رکھی

ذریعہ معاش اور قدر کفایت پر
قناعت

امام صاحب کی مقدس زندگی میں بہت سی ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن سے بڑے بڑے نامور تہی دامن ہیں۔ ان کی طبیعت حد درجہ غیور، خودداری کی بہت بڑی دلیل ہے امام صاحبؒ نے خوددار طبیعت کی وجہ سے عمر بھر کبھی اس کی کوشش کی ہی نہیں کہ عام علما کی طرح کسی امیر یا بادشاہ کی فیاضی سے فائدہ اٹھائیں۔ زندگی میں کئی دفعہ ایسے مواقع آئے، مگر انہوں نے وظیفہ (تنخواہ) قبول نہیں کیا۔ اپنے پدر بزرگوار کی میراث میں جو کچھ ملا اس پر آخری عمر تک قناعت کی۔ امام صاحب کی زندگی بالکل سیدھی سادھی اور خالص علمی زندگی تھی۔ اس لیے آپ نے اپنا مال مضاربت پر رکھا تھا اور اسی کی قلیل آمدنی سے زندگی کی ضروریات پوری کر لیتے تھے۔ اپنی کسی ضرورت کا کبھی کسی کے سامنے اظہار نہ کرتے۔

سانحۂ وفات

بخارا میں امام صاحب نے ایک عرصہ تک راحت سے زندگی گذاری، لیکن آخر کار اپنی غیور اور خوددار طبیعت کی بدولت مصیبت میں مبتلا ہوگئے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ امام بخاریؒ نے امیرِ بخارا کی درخواست کو مسترد فرمایا تھا جس کی وجہ سے طرفین میں کدورت بڑھتی گئی۔ نوبت ایں جا رسید کہ امیر مذکور نے ابن ابی الورقا اور اس وقت کے دوسرے علماء ظاہریہ کو اپنے ساتھ ملالیا اور بخاریؒ کے مسلک پر طعن کرنے لگے اور ان کی اجتہادی غلطیاں نکال کر ایک فتویٰ تیار کرلیا۔ اس حیلہ دبہانہ سے بخارا سے امام بخاریؒ کو نکلنے پر مجبور کردیا۔ امام صاحبؒ اس بے کسی کی حالت میں پہلے نیشا پور گئے۔ جب وہاں کے حاکم سے بھی نہ بنی تو سمرقند کے ایک چھوٹے سے قصبہ خرتنگ میں چلے آئے۔ امام صاحب کو بخارا سے دور جانے کا سخت افسوس تھا۔ وفورِ غم میں بے اختیار زبان سے نکل جاتا تھا :

" الٰہی باوجود وسعت کے زمین میرے لیے تنگ ہوگئی ہے۔ اس لیے مجھے اٹھالے "

عجیب اتفاق ہے کہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ تھوڑے ہی عرصہ بعد ۲۵۶ھ لیلۃ الفطر شب کو نماز کے بعد علوم نبوت کا محافظ وامین ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے دور سدھار گیا۔

تذکروں میں لکھا ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں چند اصحاب کے ساتھ کسی کے انتظار میں کھڑے دیکھا۔ باادب سلام عرض کرکے دریافت کیا یا رسول اللہ کس کا انتظار ہے۔؟ فرمایا : محمد بن اسماعیل آرہے ہیں ان کے انتظار میں ہوں۔ اس شخص کو جب امام بخاریؒ کی وفات کی خبر پہونچی۔ انہوں نے حساب لگایا تو امام بخاریؒ کی وفات کا ٹھیک وہی وقت نکلا جس میں آنحضرتؐ

باقی ص۲۳ پر

جناب نثار احمد ایم اے۔

حج جہاد اور قربانی

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی کہا:

"لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو حج کرو"۔ (مسلم)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس گھر (کعبہ) کی زیارت کو آیا اور اس نے نہ تو شہوت کی کوئی بات کی اور نہ خدا کی نافرمانی کا کوئی کام کیا تو وہ اپنے گھر کو اس حالت میں لوٹے گا جس حالت میں اسکی ماں نے اسے جنا تھا۔ (بخاری، مسلم)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا۔ پھر راستہ میں اسے موت آگئی تو اللہ اس کو وہی اجر و ثواب دے گا جو اس کے یہاں حاجی، غازی یا عمرہ کرنے والے کے لیے مقرر ہے۔ (مشکوٰۃ)

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حج کا ارادہ کرے تو پھر جلدی سے اس کو پورا کرے۔ (ابوداؤد، دارمی)

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ علیہ وسلم کے احرام میں احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتی اور احرام باندھنے سے پہلے جب آپ بیت اللہ کے طواف کو جاتے اس وقت بھی خوشبو لگاتی اور اس خوشبو میں مشک بھی ہوتا تھا۔ گویا میں اب بھی آپ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اس حال میں کہ آپ احرام باندھے ہوئے ہیں۔ (بخاری مسلم)

۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حج یا عمرہ کا طواف کرتے تو اوّل کے تین پھیروں میں تیز قدم چلتے اور چار پھیرے معمولی رفتار سے کرتے، پھر دو رکعت نماز پڑھتے (مقام ابراہیم میں) اور صفا مروہ کی سعی کرتے۔ (بخاری مسلم)

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد طواف کرنا نماز کی مانند ہے لیکن تم طواف کی حالت میں بات چیت کرتے ہو۔ پس آیندہ جو شخص بات کرے نیکی کی بات کرے۔ (ورنہ خاموش رہے) (ترمذی)

---

۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی راہ میں لڑنے والا ایسا ہے جیسا کہ روزہ رکھنے والا، عبادت گذار اور قرآن خواں جو کبھی روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے سے نہیں تھکتا جب تک وہ جہاد سے واپس نہ آئے۔! (بخاری مسلم)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو یا شام کو خدا کی راہ میں جانا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔! (بخاری مسلم)

۳۔ حضرت عبس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بندے کے پاؤں خدا کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں تو پھر ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوتی۔ (بخاری)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مَرا اور اس نے جہاد نہ کیا اور جہاد کا خیال بھی کبھی دل میں نہ لایا، اس کی موت ایک قسم کے نفاق پر ہوئی۔ (مسلم)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔ ایک آنکھ وہ جو خدا کے خوف سے روئی اور دوسری آنکھ وہ جو جس نے خدا کی نگہبانی کرتے رات گذاری۔ (ترمذی شریف)

۶۔ حضر فضالہ ابن عبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کا عمل مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے، مگر اس شخص کے عمل کا اجر و ثواب جو خدا کی راہ میں محافظت کرتے ہوئے مرے قیامت تک بڑھتا رہتا ہے۔ ترمذی، ابوداؤد)

۷۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص دنیا میں اس خیال سے واپس آنے کو پسند نہ کرے گا کہ زمین میں جو کچھ

ہے اس کو پھر مل جائے ، مگر شہید اس کی آرزو کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس جائے اور دس مرتبہ مارا جائے ۔ اس لیے کہ وہ شہادت کی عظمت اور ثواب کو جانتا ہے ۔

(بخاری مسلم)

۸ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ ہم سے پہلے غنیمت کا مال کسی کو حلال نہ تھا ۔ خداوند تعالیٰ نے جب ہم کو کمزور و نحیف دیکھا تو اس کو ہمارے لیے حلال کر دیا ۔

(بخاری مسلم)

۹ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آبادی میں تم جاؤ اور وہاں قیام کرو (اور وہاں کے لوگ صلح کے بعد اس آبادی کو خالی کر دیں) تو جو کچھ اس کے اندر ہو وہ تمہارا حصہ ہے ۔ اور جس آبادی نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (اور تم نے لڑ کر اس آبادی پر قبضہ کیا) تو اس مال میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول کے لیے ہے ۔ پھر جو باقی بچے وہ تمہارا ہے ۔ (مسلم)

۱۰ صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ رضؓ سے اور یہ صحابہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : خبردار جس شخص نے اس شخص پر ظلم کیا جس سے اس کا معاہدہ ہو چکا ہو یا اس کے حق میں ضرر پہونچایا یا اس کو تکلیف دی اور اس کی طاقت سے زیادہ اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی تو میں اس سے قیامت کے دن جھگڑوں گا ۔

(ابو داؤد)

---

۱ ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ابلق سینگ دار دنبوں کی قربانی اور ان کو اپنے ہاتھوں سے (آپ نے) ذبح کیا ، بسم اللہ کہی اور تکبیر فرمائی ۔ انس رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنبوں کے پہلو پر پاؤں رکھے ہوئے دیکھا ۔ آپ (ذبح کے وقت) یہ فرما رہے تھے : بسم اللہ اللہ اکبر ۔

(بخاری مسلم)

۲ ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جس جانور کو ہم ذبح کریں اس کی آنکھ ، کان کو اچھی طرح دیکھ لیں کہ ان میں کوئی نقصان نہ ہو اور یہ حکم دیا کہ ہم اس کو ذبح نہ کریں جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہو یا پچھلی طرف سے اور نہ اس کو جس کا کان پھٹا ہو ، لمبائی میں یا گولائی میں ۔ (ترمذی ، ابو داؤد ، نسائی دارمی ۔ ابن ماجہ ۔)

۳ ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ابن آدم نے قربانی کے دن کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو خدا کے نزدیک پسندیدہ ہو خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے اور قیامت کے دن وہ ذبح کیا ہوا جانور آئے گا ، اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ اور قربانی کا خون اس سے پہلے کہ زمین پر گرے ، خدا کے ہاں قبول ہو جاتا ہے ، پس تم قربانی کر کے اپنے دلوں کو خوش کرو ۔ (ترمذی ، ابن ماجہ)

۴ ۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا : یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے ۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اس سے ہم کو کیا ثواب ملے گا ؟ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ! عرض کیا اور اُون یا رسول اللہ !

فرمایا : اور اُون کے ہر بال میں ایک نیکی !

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔ ورنہ تعمیل نہ ہو گی ــــــ

بقیہ شیخ الاسلامؒ

غایت درجہ محبت و عقیدت تھی ۔ بلکہ آپ مدینہ طیبہ کی محبت کو بھی جزوِ ایمان خیال فرماتے تھے ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ طیبہ کی اشیاء میں ہرگز عیب نہ نکالنا چاہیے ۔ بلکہ وہاں مصائب کو بھی بمسرت برداشت کرنا چاہیے ۔ مدینہ منورہ کے باشندوں کا احترام کرنا چاہیے ، اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہونچے تو ہنسی خوشی برداشت کرنا چاہیے ۔

ختم بخاری شریف کے موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا :

" اصلاحِ نفس کے لیے اشتغال بالحدیث
سب سے زیادہ اقرب ذریعہ ہے ۔"

آج اس عظیم عاشقِ رسولؐ کو دنیا سے رخصت ہوئے کئی برس ہو چکے ہیں لیکن وہ مخالفین کے جھوٹے اور شر انگیز پروپیگنڈہ کے باوجود ابھی کروڑوں دلوں میں زندہ ہیں اور تا قیامت زندہ رہیں گے ۔

کیونکہ ؎ :

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما !

ٹبہ سُلطان پُور
میں
سپیئر پارٹس
کا واحد مرکز !
موبل آئل ، سی آئل ، گریس ، بریک آئل
فلٹر ہر وقت دستیاب ہیں !
نیز ٹریکٹر سے متعلقہ ہر قسم کے سپیئر پارٹس
خریدنے کے لیے تشریف لائیں ۔
رانا آٹوز متصل یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ
لاری اڈہ ٹبہ سلطان پور ضلع ملتان

طلبا کی دُنیا

رپورٹنگ: محمد یوسف ولی اللّٰھی

ہم نظامِ شریعت کے نفاذ تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے

قائدِ طلباء جناب محمد اسلوب قریشی

جمعیتہ طلباء اسلام کے مرکزی صدر جناب محمد اسلوب قریشی نے اپنے ایک بیان میں اس بات کا بھرپور عزم کیا ہے کہ ہم نظامِ شریعت کے نفاذ تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اور ہمارے اسلاف نے حریتِ فکر کی جو شمع روشن کی ہے۔ اسے کسی بھی ظالم کی تمام تر غارت گریوں کے باوجود مدھم نہیں ہونے دیں گے۔

ہمارے اسلاف نے سامراج دشمنی اور دین حق کے قیام کے لیے جانثاری کا جو چراغ روشن کیا ہے وہ ہمارے لیے مینارۂ نور ہے۔ ہم اسی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کامیابی کی طرف قدم بڑھاتے جائیں گے۔ البتہ اس کے لیے جمعیتہ طلباء اسلام کے تمام کارکنوں کو سخت محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے حامی و ناصر ہوں گے

حلقہ ڈرگ کالونی

جمعیتہ طلباء اسلام حلقہ ڈرگ کالونی کراچی کا ایک ہنگامی اجلاس مدرسہ جامعہ فاروقیہ میں زیرِ صدارت جناب حاجی عبدالباقی صاحب (سرپرست) منعقد ہوا۔

اجلاس میں جماعتی کام تیز کرنے پر غور و خوض کیا گیا اور نئے انتخابات کرانے کا فیصلہ کیا گیا۔

اجلاس سے حلقہ ڈرگ کالونی کے صدر جناب اللہ بخش لاسی نے خطاب کیا انھوں نے کہا کہ آئندہ ہفتہ وار اجلاس ہو گا۔ اور اس میں جامع قسم کا پروگرام ترتیب دیا جائے گا۔

انھوں نے کالجز میں زیادہ سے زیادہ جماعتی پروگرام پہنچانے پر زور دیا۔ نیز ذہن سازی کے لیے جماعتی لٹریچر کے مطالعہ پر بھی زور دیا۔ تاکہ جمعیتہ طلباء اسلام کے کارکن اپنی ذہن سازی کے ساتھ ساتھ دوسروں تک بھی اپنا پروگرام پہنچا سکیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ جمعیتہ طلباء اسلام نظامِ شریعت کے نفاذ کے لیے ہر ممکن کوشش کرے گی۔ اور اس سلسلے میں کسی قسم کی بھی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

اجلاس میں قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈروں کے ساتھ بدسلوکی اور کراچی میں وکلاء کے جلوس پر لاٹھی چارج کی زبردست مذمت کی گئی

اجلاس سے جناب محمد شفیع بلوچ اور جناب عبدالرحمٰن بلوچ نے بھی خطاب کیا۔

کنڈیارو (ضلع نواب شاہ سندھ)

گزشتہ دنوں جمعیتہ طلباء اسلام کنڈیارو ضلع نواب شاہ کی پندرہ روزہ میٹنگ ہوئی مقامی صدر جناب محمد صدیق میمن نے اجلاس کی صدارت کی۔ جناب صدر نے تقریر کرتے ہوئے جمعیتہ طلباء اسلام کا بھرپور ساتھ دینے کی پرزور اپیل کی۔ تاکہ جمعیتہ طلباء اسلام اپنے عظیم مقصد میں جلد از جلد کامیاب ہو جائے گی۔

ضلع لاڑکانہ (سندھ)

گزشتہ دنوں جمعیتہ طلباء اسلام ضلع لاڑکانہ کی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس مدرسہ اشاعت القرآن دو داتی، گرھوڑ لاڑکانہ میں ہوا۔

اجلاس میں ضلعی تنظیمی صورتِ حال کا جائزہ لیا گیا۔ اور مندرجہ ذیل فیصلے کیے گئے۔

① ضلع لاڑکانہ کا ضلعی دفتر پیر شریف میں ہوگا۔

② ضلع کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(الف) لاڑکانہ شہر، میرو خاں باڈہ، بنگل ڈیرہ، رتوڈیرہ، دھامراحا۔

ان شاخوں میں جناب خالد محمود ۱۵ر دسمبر ۸۵ء تک تنظیمی دورہ مکمل کریں گے۔

(ب) پیر شریف، قمبر علی خان، لالو رائنک نصیر آباد، وارہ، شہداد کوٹ۔

ان شاخوں کا دورہ جناب خان محمد چاچڑ (جنرل سیکرٹری ضلع لاڑکانہ) ۲۴ر دسمبر ۱۹۸۵ء

تک مکمل کریں گے

(۳) فنڈز کے متعلق آئندہ اجلاس میں فیصلہ کیا جاتے گا۔

شکارپور (سندھ)

جمعیۃ طلباء اسلام شکارپور کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت جناب محمد ابوبکر منگی (سابق صدر گورنمنٹ ڈگری کالج یونین شکارپور) منعقد ہوا۔

اجلاس میں حکومت کی طرف سے حزب اختلاف کے ساتھ ناروا سلوک کی زبردست مذمت کی گئی۔ اور کہا گیا کہ حکومت ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے باز آجائے۔

اجلاس سے جناب عبدالباری شیخ نے بھی خطاب کیا۔

کمالیہ (ضلع لائلپور)

جمعیۃ طلباء اسلام کمالیہ ضلع لائل پور کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ مقامی صدر جناب میاں محمد ریاض شاہد نے خطاب کیا۔ جناب عبدالغنی خالد نے بھی اجلاس سے خطاب کیا۔

ایک قرارداد کے ذریعے حکومت کی طرف سے جمہوری اقدار کو پامال کرنے کی زبردست مذمت کی گئی۔

باغبانپورہ (لاہور)

گزشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ باغبانپورہ کا ایک اجلاس ہوا۔ اور درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست : جناب حضرت مولانا محمد اسحاق
صدر : جناب حافظ انیس الرحمٰن
نائب صدر : " قاری محمد اکرم
ناظم عمومی : " ظہیر انجم
ناظم : " میاں ریاض احمد
: " محمد ریاض

ناظم نشریات : جناب محمد عارف منصور

مجلس شوریٰ

جناب مستنصر علی خاں، جناب محمد الیاس
جناب منیر احمد سیال، جناب اقتدار علی خان

تھمے والی (ضلع میانوالی)

گزشتہ دنوں ضلع میانوالی کے ناظم عمومی جناب رانا منیر اقبال نے تھمے والی کا دورہ کیا اور وہاں درج ذیل انتخاب ان کی نگرانی میں ہوا۔

صدر : جناب محبوب احمد
نائب صدر : " غلام سعید
ناظم عمومی : " محمد بشیر بلوچ
ناظم : " محمد خالق داد شاکر
ناظم نشریات : " محمد رفیق
خازن : " محمد خان

مرکزی مجلسِ عمومی

کے لیے ارکان کی فہرست طلب کر لی گئی

مرکزی صدر جناب محمد اسلوب قریشی نے ہر صوبہ کے صدر سے مرکزی مجلسِ عمومی کے لیے ارکان کی فہرست مؤرخہ ۱۵ ردسمبر سنہ ۱۹۷۵ء تک طلب کر لی ہے۔

دریاخاں (ضلع گجرات)

جمعیۃ طلباء اسلام دریاخاں کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ جس میں جمعیۃ علماء اسلام دریاخاں کے امیر جناب مولانا غلام فرید کے والد بزرگوار الحاج حافظ مہر علی مرحوم کی وفات پر ایک تعزیتی قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں مرحوم کے سوگوار خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کے لیے دعاء مغفرت کی گئی۔

اسلامی کیلنڈر

برائے سنہ ۱۳۹۶ھ و سنہ ۱۹۷۶ء

جمعیۃ طلباء اسلام کا خوشنما اسلامی کیلنڈر بڑے سائز ۲۰"×۳۰" میں چھپ کر تیار ہو گیا ہے

قمری تاریخیں واضح ہونگی

سال گزرنے کے بعد تاریخوں والا حصہ کاٹ کر بقیہ حصہ فریم بھی کروایا جا سکے گا۔

تعداد محدود ہے جلد از جلد آرڈر بھیج کر منگوایئے بذریعہ ڈاک کم از کم دس عدد منگوانے پر تعمیل آرڈر کی جائے گی۔ اس سے کم بھیجنے کی صورت میں ڈاک خرچ بڑھ جائے گا اور محفوظ بھی نہیں رہ سکے گا۔

قیمت بارعایت ۲/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

عزیز پبلیکیشنز ۵٦ میکلوڈ روڈ لاہور

راشنگ الائی ضلع ہزارہ (سرحد)

گزشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام راشنگ الائی کا اجلاس زیرِ صدارت جناب دوست محمد مالکی ہوا اجلاس میں درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر : جناب محمد انور عارف
نائب صدر : " سیف اللّٰہ
ناظمِ عمومی : " مختار الرحمٰن فاروق
ناظم : " شفیق الرحمٰن
ناظم نشریات : " روح الاسلام

اجلاس سے جمعیۃ طلباء اسلام تحصیل بٹگرام کے صدر جناب عثمان اعظم عثمانی نے خطاب بھی کیا۔

شہر شہر سے

قمر ہاشمی

مولانا غلام ربانی جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے قائم مقام امیر ہوں گے

قومی اسمبلی میں ہونے والی غنڈہ گردی کے خلاف احتجاج۔

امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور کی بیت اللہ روانگی کے بعد جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے سینئر نائب امیر حضرت مولانا غلام ربانی جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے قائم مقام امیر ہوں گے۔ جماعتی احباب مولانا غلام ربانی سے رابطہ قائم کریں

رحیم یار خان۔ گذشتہ روز بستی مولویان رحیم یار خان جلسہ عام ہوا جس میں مولانا غلام ربانی قائم مقام امیر جمعیۃ صوبہ پنجاب مولانا محمد لقمان علی پوری مولانا قاری حماد اللہ مولانا عبد الغنی صاحب جاجروی نے خطاب کیا جلسۂ عام میں ایک قرار داد کے ذریعہ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود و دیگر اراکین اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک کی شدید مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ حکمران طبقہ کو مستعفی ہو جانا چاہیے۔ جنھوں نے آئین کی دھجیاں بکھیر دی ہیں ادھر ضلع کے تمام اہم مقامات ظاہر پیر چاچڑاں شریف۔ خان پور۔ صادق آباد کوٹ سبزل۔ ترنڈہ محمد پناہ بھیجا۔ مدرسہ تاج العلوم وارثی۔ لڈاگامن کوٹ سحاب بھوٹہ رابن۔ لیاقت پور۔ فیروزہ حی سنز شوگر ملز جھیٹہ بھٹہ۔ راجن پور، بدلی تاجگڑھ اور رحیم یار خاں کی تمام مساجد میں احتجاجی قرار دادیں منظور کی گئیں۔ مکی مسجد رحیم یار خان میں احتجاجی جلسہ عام ہوا جس میں مولانا قاری حماد اللہ شفیق نے احتجاجی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حکمران جماعت کو مستعفی ہو جانا چاہیے جو چوتھی آئینی ترمیم کے ذریعہ ملک کو پولیس سٹیٹ بنانا چاہتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ آئین میں چوتھی ترمیم کا مقصد مرزائیوں کو تقویت دینا ہے۔ اسی دوران جمعیۃ علماء اسلام رحیم یار خان کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت ملک محمد اقبال منعقد ہوا جس میں قرار داد مذمت پاس کی گئی۔ اور مولانا غلام ربانی قائم مقام نائب امیر جمعیۃ صوبہ پنجاب مولانا غلام مصطفےٰ چوہدری جنرل سیکرٹری ضلعی جمعیۃ رحیم یار خاں۔ مولانا عبد الصبور خاں ڈاہر۔ مولانا شریف اللہ نائب امیر جمعیۃ نے اپنے علیحدہ علیحدہ بیانوں میں قومی اسمبلی میں، ہونے والی غنڈہ گردی کے خلاف احتجاج کیا اور حکمران ٹولہ کی مذمت کی ہے۔

شیخ سرور جہانگیر ایڈووکیٹ

کی امریکہ سے واپسی

جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما جناب سرور جہانگیر حال ہی میں امریکہ میں دو ماہ قیام کے بعد وطن تشریف لائے ہیں اور جماعتی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں آپ نے گزشتہ دنوں اپنی شادی کی خوشی میں دفتر جمعیۃ علماء اسلام سرگودہا میں چائے پارٹی کا اہتمام کیا جس میں کثیر تعداد میں جمعیۃ کے رہنماؤں اور کارکنوں نے شرکت کی۔ اس روح پرور تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔

تلاوت کے بعد جمعیۃ پنجاب کے ناظم نشریات حافظ محمد صادق صاحب نے اس موقر تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا: اراکین جمعیۃ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جماعتی تنظیم کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش کریں اور اپنے جانباز اسلاف رح کی طرح اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی انتھک جدوجہد کریں اس کے بعد مولانا قاری عبد السمیع صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ہمارے ہر کارکن کو دل کی گہرائیوں سے یہ یقین ہونا چاہیے کہ ہماری جدوجہد کا مقصد اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔

آپ نے کہا جمعیۃ نے شرعی عدالتیں قائم کر کے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ آپ نے مرکزی قائدین کو خراج تحسین پیش کیا۔ آخر میں محترم سرور جہانگیر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے صوبائی رہنماؤں کو یقین دلایا کہ میں تمام عمر جمعیۃ کے اکابرین سے وابستہ رہ کر نظام شریعت کی عملی جدوجہد میں حصہ لیتا رہوں گا۔

آپ نے کہا کہ شہر میں محلہ وار تنظیم کے لیے چار رکنی کمیٹی مقرر کی گئی ہے جو عوام سے رابطہ قائم کریگی۔ مسٹر سیف الرحمن نے ترجمان اسلام کی توسیع اشاعت کی ترغیب دلائی۔ بہت سے احباب نے ترجمان خریدنے کا وعدہ کیا۔

اس تقریب میں قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود اور دیگر اراکین قومی اسمبلی کے ساتھ کیے جانے والے شرمناک سلوک کی مذمت کی گئی۔ حضرت مولانا صالح محمد صاحب کی دعا پر اس پُر مسرت تقریب کا اختتام ہوا۔

اپیل

جمعیۃ علماء اسلام

مملکت پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فرق باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاء کلمۃ الحق عند سلطان جائر کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے۔

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک، جانباز، مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدمات مسلمہ ہیں۔ تحریک بحالیٔ جمہوریت اور تحریکِ مقدس ختم نبوت اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرت الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے، خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کو مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط تر بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا ازحد ضروری ہے

التماس

اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز اس موقع پر بیت المال کیلیے

قربانی کی کھالوں

کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کرکے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں، اراکین جمعیۃ خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں

- مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔
- مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب
- مولانا سید محمد ایوب جان امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد
- مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
- مولانا سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
- مولانا محمد خان شیرانی امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: ذکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کی جائیں۔